جب قبر اندھیری میں گھبراؤں گا میں تنہا
امداد میری کرنے آ جانا رسول اللہ ﷺ

قبر میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

محققِ اہلسنّت شیخ القرآن مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا

تالیف
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام
حضرت علامہ سیّد حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

جیلانی سینٹر، پانچویں منزل، روم نمبر 501،
نزد میری ویدر ٹاور کراچی، پاکستان
فون: 2446818،
0320-4333547
0300-8271889

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبر میں دیدارِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز مدینۃ المرشد (کراچی)

فون موبائل: 0303-4333547

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام کتاب : قبر میں دیدارِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف : فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اھتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز، مدینۃ المرشد (کراچی)

اشاعت : ذوالقعد 1422ھ، فروری 2002ء

صفحات : 96

قیمت : -/35 روپے

پیش لفظ

روح مضطرب ہے موت کے انتظار میں
سنا ہے کہ وہ دیکھنے آئیں گے مزار میں

کے پیش نظر ہم اہلسنت موت کو شہد سے زیادہ میٹھا سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے اس نظریہ کو دہابیہ حسب دستور کفر و شرک اور قبوری شریعت سے تعبیر کرتے ہیں فقیر۔ نے اس پر قبل ازیں چونسٹھ 64 صفحات لکھے جس میں اپنے دلائل دے کر مخالفین کے استدلال کا رد لکھا۔ چند سال بعد مزید دلائل حاضر ہیں۔

اللہ تعالی بطفیل حبیب پاک شہ لولاک ﷺ اسے قبول فرما کر فقیر کے لئے توشہ راہ اور ناظرین کے لئے مشعل راہ بنائے۔ (آمین)

فقط

فقیر اویسی رضوی غفرلہ

دار الحدیث' دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور
(پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ علیٰ من فضلنا علی العالمین و اکرمنا با رسالہ الینا افضل المرسلین من علینا یقولہ لقد من اللّٰہ علی المومنین اذبعث فہیم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوامن قبل لفیٗ ضلال مبین ط واصلوٰۃ والستلیمہ علی جبیبہ اکرم الاکرمین وافضل الافضیلن الجامع بجیمع الکمالات الحسیۃ والمعنویۃ اصل الاولین والاخرین وصلی آلہ الطبین و اصحابہٖ الطاہرین اجمعین امابعد:۔ "دلوں کا چین" کتاب کی تالیف کے وقت مختلف علائق و عوائق سے ترتیب کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے فرصت پر جو مسئلہ بھی سامنے آیا سپرد قلم کردیا ابھی مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد ضلع رحیم یار خان کا نواں سالانہ جلسہ سر پر ہے جامع مسجد حامد آباد کی مرمتی کا مسئلہ سامنے ہے بہاول پور کے مسائل درپیش ہیں لیکن فضل ربی کے سہارے کتاب مذکور کا دوسرا باب شروع کر ہی دیا

بما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

حسب دستور رسالہ ہذا کا ایک مقدمہ اور دو باب ہونگے۔

مقدمہ

1. ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق سوال ہو گا تو منکر نکیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کر کے پوچھیں گے "ماتقول فی ہذا الرجلِ لمحمد" یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ اسلام کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے (ف) اس اشارہ کے متعلق چند اقوال ہیں۔

یہ اشارہ خودذات اقدس ﷺ کی طرف ہے کہ روضہ مبارک تک درمیانی حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور میت آپ کے جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کرتی ہے۔

2. یہ اشارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک کی طرف ہے۔ جو اس وقت میت کے لئے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

3. یہ اشارہ معہودذہنی کی طرف ہے کہ یہ شخص جو تمہارے لیئے نبوت کا پیام لایا تھا اس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔

4. ان سہ اقوال کو اسلاف نے نقل فرمایا ہے۔ آئندہ اوراق میں تصریحات آتی ہیں۔ ہم اہلسنت پہلے دو اقوال کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی تیسرے قول کے قائل ہیں

دیوبندی وہابی پہلے دو اقوال کو ضیعف مانتے ہیں۔ غیر مقلد وہابی سرے سے ان اقوال کو مانتے ہی نہیں ہمارا حدیث مذکور کا متدل "لفظ ہذا" ہے جس کا اطلاق حقیقی معنے حاضر وناظر پر ہوتا ہے مخالفین کا استدلال کسی حدیث صحیح

سے نہیں۔ البتہ ہمارے استدلال کو توڑنے کے لئے ہذا کے مجاز کے مرتکب ہوتے ہیں جو اصولی طور پر کسی قیمت پر صحیح نہیں، جانبین کے دلائل آرہے ہیں۔

5.... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بذات خود قبر میں پہنچ جاتے ہیں یہ قول کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی ہم اس کے مدعی ہیں بد مذہبوں کا ہم پر الزام وبہتان تراشی ہے اگرچہ پہونچ جانا ممکن بلکہ واقعہ ہے کہ منکر نکیر بھی بذات خود پہونچ جاتے ہیں لیکن ہم عقل سے نہیں نقل سے مانتے ہیں ہاں اگر پہنچ جانے کا مطلب یہ بیان کیا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عالم برزخ کی حیثیت سے حجابات کے اٹھ جانے پر ہر قبر والے کو قریب ہوتے ہیں تو صحیح ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخلوق میں یہ پرواز ہوتی ہے جیسے فقیر نے اپنے رسالہ "الانجلاو فی تطور الاولیا" میں دلائل سے ثابت کیا ہے۔

6.... دیوبندی، وہابی و دیگر گمراہ فرقے اس مسئلے کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کے قائل کو کافر، مشرک، بے دین اور قبوری مذہب وغیرہ کہتے ہیں یہ "الفضائل والمناقب" میں سے ایک باب ہے بنابریں آپ کے دوسرے فضائل و مناقب کی طرح اس کے اثبات کے لئے بھی نقل صحیح کافی ہے۔

(۱)...... یہ الزام بازی نہ صرف تقریر تک محدود ہے بلکہ تحریر میں بھی۔ چنانچہ عبیداللہ مبارک پوری (انڈیا) شرح مشکوٰۃ المرعاۃ میں لکھا ہے کہ "فلا التفات الی قول القبوریین ومن شاکلھم بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم یشهد بذاته فی الخارج فی قبرکل میت عند سوال الملکین ۱۲"اسکا مکمل رد"دیوبندی کی شرح بخاری انوار الباری ص ۳۱۵۶۔ج ۳ کے حوالے سے ہم آگے چل کر لکھیں گے ۱۲"

7...... یہ حضرت انسان ایک لطفیہ زبانی ہے اس نے بڑے بڑے جہانوں کی سیر کی اور اس جہان دنیا میں بھی ابھی سفر میں ہے اس جہان کو چھوڑ کر آگے آنیوالے کئی ملکوں کا سفر طے کریگا من جملہ ان علاقوں کے ایک قبر بھی ہے جو ہم سب نے وہاں جاکر بڑا عرصہ قیام کرنا ہے جیسے اس ملک کا نام عالم دنیا ہے اس کا نام عالم برزخ ہے جیسے ہم نے جب اس عالم دنیا میں قدم رکھا تو اس ملک کی فضاء کے مطابق ہمارے لئے انتظام کیا گیا جب ہم اس ملک کو چھوڑیں گے تو عالم برزخ کی قبر کے متعلق ہم نے خود انتظام کرنا ہے وہاں ہم سے چند سوالات ہونگے۔

سوال قبر کی کیفیت

عن انس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعد انه انه

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھ کر اس کے ساتھی گھر کو واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں بتاؤ

سوال کی قبر کی کیفیت :۔

فیقولان ماکنت تقول فی هذا
الرجل لمحمد فاما المومن
فیقول اشهد انه عبدالله
ورسوله فیقال له انظرالی
مقعدك من الناد قدابذلك الله
به مقعدك من الجنة فیراهما
جمیعا و ما المنافق و الکا
فرفیقال له ماکنت تقول فی
ہذا الرجل فیقول لا ادری
کنت قول مایقول الناس
فیقال له لادریت ولا تلیت
ویضرب بمطارق من جدید
ضربة فصیح صحیة یسمعها
مایلیه غیر الثقلین "متفق علیه
مشکوۃ ص ۲۴، ۲۵"

اس مرد جن کا نام حضرت محمد
ﷺ کے بارے میں تیرا خیال ہے
اگر وہ مومن ہے تو کہتا ہے میں
گواہی دیتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے
بندے اور رسول ہیں اسے کہا جاتا
ہے اپنی جگہ پہلے جہنم میں دیکھ اللہ
نے تیرے لئے اسکے عوض بہشت
کا مقام عنایت فرمایا اس وقت بندہ
دونوں مقامات کو دیکھ لیتا ہے
بہر حال منافق اور کافر کو جب کہا
جاتا ہے کہ تو اس مرد حضرت محمد
ﷺ کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ
کہتا ہے مجھے کوئی خبر نہیں بس
میں کہتا ہوں جو دوسرے لوگ کہتے
ہیں اسے کہا جائے گا تو کچھ نہیں
سمجھا ' اسے لوہے کے کوڑے
لگائے جائیں گے ان کی وجہ سے
چلائے گا۔ انس وجن کے سوا تمام
چیزیں سنتی ہیں۔

(ف) ۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ قبر میں سوال تو تین ہونگے لیکن ان سب کا دارومدار ایک پر ہے اگر اس سوال کا حل صحیح تو بیڑا پار اگر اسی ایک میں لغزش تو سیدھا جہنم، اور وہ ایک سوال "ما تقول فی ہذا الرجل لمحمد ﷺ" ہے جب وہ سوال اہم ہے تو پھر ہمیں اس کی اہمیت سمجھنی چاہیے اور وہ اہمیت یہی ہے کہ جس کے متعلق سوال ہو رہا ہے وہ ذات گرامی ہماری نظروں سے او جھل نہیں کیوں کہ ہذا کا حقیقی معنے ہے کسی شے کو سامنے منہ دیکھنا اور مجازی معنے معہود ذہنی ہوتا ہے۔ اور حقیقت کے سامنے مجاز غیر معتبر ہوتی ہے، چنانچہ تحقیق آئیگی (انشاء اللہ تعالیٰ)

فصل فی القواعد

قاعدہ: قبر عالم برزخ کہلاتا ہے، اس میں بندہ کی ہر قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً عالم دنیا میں انسان کو کسی بند کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے اور کہیں سے کوئی سوراخ نہ ہو جس سے باہر کی بات اندر اور اندر کی بات باہر نہ جاسکے تو نہ وہ کسی کی سنتا ہے اور سناتا ہے اور نہ کسی کو دیکھتا ہے اور نہ اسے کوئی دیکھ سکتا ہے ۔ مثلاً بس یا گاڑی میں اندر بیٹھا ہوا انسان بات کرتا ہے اور باہر ہم اگرچہ قریب کھڑے ہوتے ہیں اور کھڑکی بند ہو تو نہ ہم اس کی بات سن سکتے ہیں اور نہ وہ ہماری بات سن سکتا ہے اسی طرح مکان کے اندر والا نہیں جانتا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ اسی طرح عالم دنیا میں کسی کی آواز زیادہ سے زیادہ ایک میل یا دو میل تک سن سکیں گے لیکن عالم برزخ میں یعنی قبر میں ہر معاملہ تیز تر ہے۔ مثلاً

قبر کے اندر سے دیکھنا

ہم اپنے ہاتھوں سے قبر کے اوپر کئی ٹن مٹی ڈال دیتے ہیں لیکن قبر والا اندر سے باہر والے کو صاف آئینہ کی طرح دیکھ رہا ہوتا ہے اس مسئلہ پر کئی احادیث شاہد ہیں۔ تفصیل منظور ہو تو کتاب "الروح بن قیم شرح الصدور جس کا ترجمہ حال ہی میں حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب قبلہ نے کیا ہے اور للسیوطی اور حیات الموت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کا مطالعہ کیجئے میں صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت سیدہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے حجرہ میں حضور سرور عالم ﷺ مدفون ہوئے تو میں اپنے حجرہ میں بلا حجاب چلی جاتی۔ اسی طرح جب میرے والد ماجد سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہوئے تو بھی لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہم مدفون ہوئے تو پردہ کر کے جاتی "حیاء" من عمر رضی اللہ تعالی عنہ۔ احمد، شرح الصدور ص ۸۴"

(ف) اس حدیث کو دیکھئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پردہ کیوں فرماتی ہیں۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ، قبر میں آرام فرما ہیں۔ اور ان پر مٹی کا ڈھیر ہے لیکن انہیں قبر والے کی قوت بینائی اتنی تیز ہے کہ اس کے سامنے درمیان والے پردے مٹی ہو یا پہاڑ حجر ہوں یا شجر کوئی چیز حائل نہیں اس قاعدہ کے مطابق جب ایک فرد امت کے لئے قبر میں جاتے ہوئے حجابات اٹھ

جاتے ہیں تو پھر سرور کونین سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے لئے قبروں سے کیوں حجابات دور نہ ہوں اسی وجہ سے آپ کے متعلق سوال ہوتا ہے "ماتقول فی ہذا الرجل لمحمد ﷺ"

حدیث کے الفاظ یہ ہیں "عن عائشه قالت کنت ادخل البیت فاضع ثوابی واقوال انما ہوابی وزوجی فلما دفن عمر معهما ما دخلة الاونا مشدورة علی ثوبی حیاءً من عمر" (حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے حیاء سے)

ایسے ہی :

قبر میں جاتے ہی ہر قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً قبر سے باہر کیسے زبان ہندی، کسی کی سندھی، کسی کی پنجابی، کسی کی کوئی، کسی کی کوئی لیکن سوال ہوں گے عربی میں اور ہم نے عربی پڑھی نہیں اگر پڑھی ہی نہیں تو کئی سالوں تک طے کریں تب کہیں جا کر عربی بولنا نصیب ہو لیکن جب مردہ قبر میں جاتا ہے تو اس سے عربی میں سوال ہوتے ہیں تو جواب بھی عربی میں دیگا جیسے حدیث میں گذرا، تو جب آنکھ جھپکنے سے پہلے دوسرے علاقوں کی زبان کو عبور کر لیا ہے تو اللہ تعالٰی قادر ہے۔ اپنے نبی ﷺ کی زیارت کے لئے کہ ظاہری پردے ہٹا کر سوال کرائے "ماتقول فی ھذا الرجل محمد ﷺ"

فائدہ :

سوال قبر صرف اسی امت سے خاص ہے یا دوسری امتوں سے بھی ہوتا

ماتم کرر ہے تھے لیکن ان کے امام ابن قیمؒ نے جمیع امم کے اہل قبور کی زیارت کا قول کر دیا ہے۔

باب اوّل

حدیث مذکور کی تحقیق و توثیق کے مطابق ہی حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت کا مسئلہ مضبوط اور پختہ ہوا۔ لیکن اس میں اکابر کی رائیں مختلف ہیں اس بنا پر ہم اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں جو جمہور اہل اسلام کی ہے اور معہود ذہنی کا قول مرجوح اور ضعیف ہے تصریحات حاضر ہیں۔

عقائد اسلاف دربارہ مسئلہ ہذا

1۔۔۔۔ امام احمد قسطانی شرح بخاری ص ۳۸۰۔ ج ۳ کتاب الجنائز تحت ہذا الحدیث فرماتے ہیں۔ "فقیل یکشف للمیت حتی یدی النبی علیه السلام وهی بشری عظیمة للمومن ان صح "بعض نے کہا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نبی علیہ السلام کو دیکھتا ہے اور مسلمان کے لئے بڑی خوشخبری ہے اگر صحیح ہو۔

2۔۔۔۔ مشکوٰۃ کے مشہور محشی سیدؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "قیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیه السلام وهی بشری عظیمة مشکوٰة مطبوع اصح المطالع" "بعض کہتے ہیں کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں کہ یہاں تک وہ (مردہ) حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہے اور یہ بڑی خوشخبری ہے۔

3 ....حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ و شعتہ للمعات ترجمہ مشکوٰۃ ص ۱۱۵۔ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

یعنی "ہذا الرجل کو می گویند آں حضرت رامی خواہند ......یا با حضار ذات شریف دے در عیانے بہ ایں طریق کہ در قبر مثالے دے علیہ السلام حضر ساختہ باشند و، انجا بشارتے است عظیم مر مشتاقان غمزدہ اکہ اگر بہ امید ایں شادی جاں دہند و زندہ در گور روند جائے دارد"۔ یعنی ھذا الرجل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق سوال ہوتا ہے یا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ میت کے سامنے ہوتی ہے بایں معنی کہ آپ کی مثال صورت قبر میں تشریف لاتی ہے یہاں پر مشتاقان غمزدہ کو مژدہ ہو کہ اگر وہ زندہ قبر میں چلے جائیں اسی خوشی سے کہ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو گی تو ان اکے لئے روا ہے۔

4,5 ....اس حدیث (ما تقول فی ہذا الرجل) کی شرح میں علماء و صلحاء کا اختلاف ہے چنانچہ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان مردے کو نور ایمان سے اس جواب کی توفیق ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سے اس کی قبر تک تمام حجاب اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ مردہ رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک کو دیکھ لیتا ہے۔ گویا جیسے آفتاب روئے زمین سے سب کو یکساں نظر آتا ہے اس طرح رسول اللہ ﷺ روضہ مبارک سے سب کو نظر آتے ہیں اور درمیان کا حجاب اٹھ جاتا ہے

(کذافی روح البیان و تفسیر عزیزی)

(ف) بوجہ خوف طوالت صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

۳۔ حضرت قاضی عیاض صاحب شفار حمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

۴۔۷۔۸ " و یحمل انہ مثل للمیت فی قبرہ الخ" احتمال ہے کہ قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ میت کے لئے پیش کی جاتی ہو کذافی انوار الباری ص ۷۔ ۱۵۵۰۔ ج ۳ زرقانی شرح موطا امامہ مالک ص ۳۸۲ ج ۱ واوجز المسالک شرح موطا ص ۳۰۵۔ ج ۲)

4/10 ۱۱۔ حضرت علامہ محدث ابن ابی حمزہ نے "بہجتہ النفوس ص ۱۲۳ اص ج ا" میں تحریر فرمایا"

ماعلمک بہذاالرجل میں رجل سے مراد ذات اقدس ﷺ ہے اور آپکی روئیت عینی ہوگی جو حق تعالیٰ کی عظیم قدرت پر شاہد ہے کیونکہ ایک وقت میں کتنے ہی لوگ دنیا کے مختلف خطوں پر مرتے ہیں اور وہ سب ہی حضور اکرم ﷺ کو اپنی قبر میں دیکھتے ہیں اس لئے کہ لفظ ھذا عربی زبان میں صرف قریب کے لئے بولا جاتا ہے جس طرح نبی کرم ﷺ کو ایک وقت میں زمین کے مختلف حصوں کے لوگ خواب کے ذریعے دیکھیں اور آپ کا خواب میں دیکھنا حق ہے حدیث سے ثابت ہے۔

اس لئے جو لوگ روئیت کا انکار کرتے ہیں وہ گویا حدیث مذکور کا انکار کرتے ہیں اور خدا کی غیر محدود قدرت کو محدود کرتے ہیں (ترجمہ از انوار

الباری (دیوبندی شرح بخاری ص ۱۵۷۔ ج ۳)

فائدہ دربارۂ کرامات اولیاء

اس کے بعد علماء ابن ابی حمرہ رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ :۔

"اس حدیث الباب سے اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دور کی چیزیں دیکھ لیتے ہیں اور چند قدم چل کر دنیا کے طویل راستے طے کر لیتے ہیں اسی لئے بعض اولیاء اللہ نے کہا کہ "الدنیا خطوۃ مومن" ساری دنیا مومن کا ایک قدم ہے ایسے ہی وہ باوجود کثافت لبدان قلوب کے حالات دیکھ لیتے ہیں۔"

علامہ ابن ابی حمرہ رحمتہ اللہ علیہ آخر میں بطور فیصلہ لکھتے ہیں کہ :۔

"نیز حدیث سے ثابت ہوا ۔ چیز کی تمیز و معرفت بھی فضل اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا انعام ہے اسی طرح حق تعالیٰ کے فضل و انعام سے وہ مومن صادق بھی جو علم سے بے بہرہ ہونگے قبر میں حضور اکرم ﷺ کو پہچان لیں گے اور بار بار سوال پر کہیں گے یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی ذریعے ہمیں ہدایت خداوندی نصیب ہوئی اور وہ لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کو زندگی میں بار بار دیکھا بھی تھا اور بہت سوں نے علم کے ذریعے معرفت حاصل کی تھی وہ کفر شرک کے سبب قبر میں نہ پہچان سکیں گے (انوار الباری ص ۱۵۷ ج ۳)"

طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

13/2۔امام علامہ نورالدین صاحب سیرۃ حلبیہ المتوفی ۱۰۴۴ھ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب تعریف اہل اسلام والایمان جواہر البحار ص ۱۱۱۔ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

ان الملکین یقولان للمقبور ماتقول فی ھذا لرجل واسم الاشارۃ لایشاربہ الحاضر ھذا ھوالاصل فی حقیقۃ معناہ واماقول بعض العلما وانہ یمکن ان یکون حاضر اذھنا فلا سبیل لیہ ھنا ناتقولاماالذی دعا الی التجوز والعدول عن الحقیقیۃ ذلك فوجب ان یکون حاضر مجدہ الشریف بلا کلام

اسم اشارہ اس کا اشارہ صرف حاضر کے لئے ہوتا ہے اور یہی اس کے حقیقی معنے جن لوگوں نے ہذا کا معہوونی الذین معنے مراد لیا ہے وہ درست نہیں اس لئے کہ اس کا مجازی معنے ہے اور حقیقت سے مجاز کی طرف جانا درست نہیں فلہذا ثابت ہوا کہ آپ کا ہر قبر میں جسد اطہر کیساتھ جلوہ گر ہونا ہوتا ہے۔

تقریباً اسی طرح تمام کتب شروح وحواشی صحاح ستہ وغیرہا میں ہے چند ایک کے اسماء مع قید صفحات ملاحظہ ہوں۔

۱۴۔ حاشیہ بخاری شریف ص ۱۸۴ ج ۱

۱۵۔ حاشیہ ترمذی شریف ص ۱۲۷ ج ۱

۲۰۔ حاشیہ ابوداؤد ص ۲۹۷

۲۱۔ ابن ماجہ ص ۳۲۵

۱۶۔ زرقانی شرح مواہب الدنیہ ص ۲۸۱ ج ۵ ۲۲۔ مدارج النبوۃ ص ۱۲۵ ج ۱

۱۷۔ کشف للغمہ للشعرانی ص ۲۴۲ ج ۲ ۲۳۔ ہاشیہ نسائی ص ۲۸۸ ج ۱

۱۸۔ شرح الصدور ص ۶۰ ۲۴۔ مجموعہ فتاویٰ ص ۲۷ ج ۲

۱۹۔ مرقات ص ۱۶۹ ج ۱ وغیرہ وغیرہ

یہ حوالہ جات ان محدثین و فقہائے اسلام کی تصانیف سے ہیں کہ صرف ایک سے ہی علماء دیوبند و علمائے غیر مقلدین کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان سب کو ان کے ادنیٰ طفل مکتب سے معمولی سے معمولی نسبت دینا بھی علمی وقار کے منافی ہے چنانچہ اس کا اعتراف علمائے دیوبند و غیر مقلدین سب کو ہے لیکن قسمت یاوری نہ کرے تو وہ بے چارے مجبور ہیں۔

اکابر دیوبند

۱۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے "الاستماع والاتباع للسادۃ والاستماع" ص ۱۹ مطبوعہ تھانہ بھون اشرف المطابع میں لکھا ہے کہ

"حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی ایک تقریر یاد آئی۔ مولانا نے حدیث سوال قبر کے اس جملہ کی شرح میں کہ میت سے پوچھا جائے گا کہ "من ہذا الرجل" یہ کون صاحب ہیں اور بعض اہل کشف کے اس قول کی حکمت میں کہ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہر شخص کے سامنے پیش کی جائے گی اور دکھلا کر سوال کیا جائیگا کہ یہ کون صاحب ہیں" مسلمان تو قلبی تعلق کی وجہ سے صورت دیکھتے ہی پہچان لے گا اور بے ساختہ کہے گا "ھذا محمد نبینا جاء نا با

للبینات و الھدیٰ" کہ یہ نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ ہیں جو ہمارے پاس معجزات وہدایت لے کر تشریف لائے تھے یہ فرمایا کہ دراصل ہماری محبت کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ ہم سب حضور ﷺ کے سامنے مرتے اور حضور پاک ﷺ ہمارے جنازہ کی نماز پڑھتے مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے یہ صورت مقدر نہ ہوئی تو اب محبت کا کم از کم یہ اثر تو ہونا چاہیے کہ حضور ہماری قبر ہی میں تشریف لائیں گے پھر مولانا نے یہ شعر پڑھا

کشیشکہ عشق دار ونہ گذاردت بدنیسان

بجنانده گر نیائی بمزار خواہی آمد!

۲۔ مظاہر العلوم سہارنپور کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب اوجز المسالک شرح موطا وامام مالک ص ۳۰۵۔ج ۲ میں حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کا قول لکھ کر علامہ طیبی رحمتہ اللہ علیہ کا نقل کیا اگرچہ ترجیح اپنے مذہب کی ثابت کی ہے لیکن وہ قول بھی بلاتردید نقل کیا جو اہلسنت کے مطابق ہے۔

۳۔ دیوبندیوں کے شیخ خلیل احمد انبیٹھوی نے "فتح الملہم ص ۶۱ ۴ ج ۲" میں مذکورہ بالا مضمون لکھا۔

۴۔ دیوبندیوں کے امام العصر محمد انور کشمیری کے محبوب تلمیذ سید احمد رضا بجنوری نے "انوالباری شرح بخاری ص ۱۵۴ ج ۳ تا ص ۱۵۱ ج ۳" میں بڑے بہترین عقلی ونقلی دلائل سے اہلسنت (بریلوی) کے عقیدہ کو ثابت کیا ہے اور اپنے ہم مسلک دیوبندیوں کی خوب خبر لی ہے چنانچہ اس کے چند چیدہ چیدہ مضامین

مندرج ہیں۔

(الف) اکثر اقوال تائید اہلسنت (بریلوی) کی تائید میں نقل کر کے ایک جگہ لکھا کہ "اور عقلی طور سے اسکو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ کی مثال آئینہ جیسی ہے ہر انسان اس میں اچھی یا بری دیکھتا ہے مگر آئینہ کا حسن اپنی جگہ ہے وہ نہیں بدلتا" ص ۱۵۷ ج ۳۔

(ب) مذکورہ بالا عبارت پر حاشیہ لکھا کہ "موجودہ دور کی ایجاد ٹیلی ویژن سے بھی اس کو سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک شخص دنیا کے کسی ایک حصہ میں بیٹھ کر جو کہتا یا کرتا ہے اس کی تمام اقوال وافعال اس کی شکل وصورت زمین کے ہر حصہ میں ایک ہی وقت میں بذریعہ ٹیلی ویژن ریڈیو دیکھ اور سن سکتا ہے۔

اس کے بعد غیر مقلدین اور دیوبندی دونوں کی عجیب وغریب تردید لکھ کر آخر میں فیصلہ لکھا کہ "ایک طرف اگر معہود ذہنی والی صورت کچھ قرائن کے تحت مراد ہو سکتی ہے تو دوسری طرف ھذا الرجل کو اصلی وحقیقی وغیر مجازی معنے میں لینا بھی کس طرح بدعت وشرک قرار نہیں پاسکتا۔

۱۔ جیسے دیوبندی غیر مقلدین کہتے ہیں ۲۔ جیسے اہلسنت بریلوی کہتے ہیں

"وان رغم انف بعض الناس والعم عندالله الخ" یعنی اگرچہ منکرین ذلیل وخوار ہو کر مر مٹیں تب بھی اہلسنت (بریلوی) کی حقانیت سے حدیث ثابت ہے "کذافی انوار الباری ص ۱۵۱ ج ۳

۵۔ دیوبندی مولوی ادریس مشکوۃ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

قیل یکشف للمیت حتی یری النبی صلے اللہ علیہ و سلم وھی بشری عظمیة للمؤمن ان صح ذلك ولانعم حدیثا صیحا مرویا فی ذلك والقائل به انما استند ان الاشارة لاتکون الاللحا ضرلکن یحتمل ان تکون الاشارة لمافی الذین فیکون مجاز قاء له القسطلانی

حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۴، ۱۵"

بعض نے کہا کہ وہاں قبر میں حضور ﷺ کی زیارت ہوگی اگر صحیح ہو تو مومن کو یہ بڑی خوشخبری ہے لیکن اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں قائل کا ثبوت صرف اس بات سے ہے کہ لفظ ھذا کا حاضر کے لئے ہے اور یہ بھی احتمال ہو کہ اشارہ ہو۔ "مطبوعہ سیعید اینڈ کمپنی مطبع کراچی پاکستان"

اسی طرح دیوبندیوں کے نقول بر شرح وفنون و مختلف تحاریر و تقاریر کا کھوج لگایا جائے بکثرت حوالہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں منصف مزاج کے لئے اتنا کافی ہے بلکہ جب یہ لوگ انصاف پر آجاتے ہیں تو اہلسنت (بریلویوں) سے دو قدم آگے بڑھ جاتے ہیں چنانچہ ان کے مکر و فریب سے باخبر لوگ بخوبی واقف ہیں مسئلہ ھذا میں ایک دلچسپ مضمون ملاحظہ ہو۔

دیوبندی وہابی بر غیر مقلد وہابی اس مسئلہ میں ادھر ادھر کی مار کر کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں

ایک گروہ ان میں کورا جاہل یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا قبر میں زیارت کرانے کا مسئلہ شرک وکفر ہے۔ قبوری شریعت کا اختراعی ہے۔ فقیر اویسی ایک دیوبندی محقق تلمیذ محدث کی تقریر نقل کرتا ہے پڑھئے اور انصاف کیجئے۔

دیوبندی

ہم نے جہاں تک مطالعہ کیا۔ اوپر کے تینوں قول نظر سے گزرے' جو حوالے کے ساتھ اوپر نقل کردیئے گئے' مبارک پوری صاحب (غیر مقلد) نے دوسروں کو بدنام کرنے کے لئے یہ چوتھا قول بھی کہیں سے نکال لیا کہ خود حضور اکرم ﷺ بذات خود ہر میت میں تشریف لاتے ہیں۔ اگر یہ قول بھی کسی کا تھا تو حوالہ دینا چاہیے تھا دوسرا یہ کہ کسی قول کو رد کرنے کے لئے صرف اتنی بات کافی نہیں کہ کسی حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے شرح حدیث کے سلسلہ میں جتنے اقوال علماء کے ذکر کئے جاتے ہیں کسی کا قول صرف اس لیئے رد نہیں کیا جاتا۔ کہ اُس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے۔ البتہ یہ اصول صحیح ضرور ہے کہ کسی کا قول کسیِ حدیث وآیت کے مُخالف ہو تو وہ قابلِ رد ہے اور اُس کو مُبارک پوری صاحب نے یہاں ثابت نہیں کیا۔

پھر یہ قول کہ جو علامہ قسطلانی پیش کریں اور بغیر تردید نقل کریں یا جس احتمال کو قاضی عیاض ذکر کریں۔ کیا اس کو قبورین (بریلوی) کا قول کہنا صحیح ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو شروح حدیث کی کتابوں میں سے اُن جیسے اکابر عُلماء و محدثین کے سب اقوال نکال دینے چاہیں' حالانکہ سارے محدثین ان

حضرات کہ اقوال بڑی عظمت وقدر کیساتھ نقل کرتے آئیں۔

۱۔ جنہیں فقیر اویسی غفرلہ نے "مقدمہ کتاب ھذا" میں درج کیئے ہیں

۲۔ اہلسنت بریلوی ۱۲ ف یہ ہے دیوبندی کا منصفانہ قول ۱۲

۳۔ اس سے ثابت ہُوا کہ اہلسنت بریلوی اِسی مسلک پر قائم ہیں جو اسلام نے وراثت کے طور چھوڑا جیسے وہابی دیوبندی قبوری شریعت سے تعبیر کرتے ہیں ۱۲۔ فقیر اویسی غفرلہ'۔

محدث کبیر حضرت علامہ زرقانی نے بھی شرح موطا امام مالک میں قاضی عیاض سے قولِ مذکور نقل کیا ہے اور کوئی نقد اُس پر نہیں کیا" دیکھو شرح زرقانی (ص ۳۸۲۔ ج ۱)

اور خود مولانا عبید اللہ کے استادِ محترم مولانا عبد الرحمن مبارک پوری نے بھی تحفۃ الاحوزی ص ۱۶۳ ج ۲" میں اقسطلانیؒ کا قول مذکور نقل کیا ہے اور اُس کی کوئی تردید نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے امرِ حق کی وضاحت فرمائی: کہ یہ قول قبورین کا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی صاحب نے اپنے اکابر کے اقوال نقل کیئے۔ پھر حضرت علامہ ابن ابی جمرہ کے ارشادات نقل کیئے۔ اور "خلاصہ بحث" کا عنوان لکھا کہ صاحب مرعاۃ کے ایک بے سوچے سمجھے ریمارک پر بقدر ضرورت چند نقول پیش کی گئیں۔ اور اصولی بات یہی پیشِ نظر رہنی چاہیئے۔ اگر کسی حدیث کی شرح اکابر علماء سلف وخلف سے منقول ہے اور وہ کسی اصل شرح

سے معارض نہ ہو تو اس کے رد کے درپے ہونا مناسب نہیں خصوصاً
قبورین (قبر پرست) اہلسنت بریلوی" وغیرہ الفاظ کا بے جھجک استعمال موزوں
نہیں اور اگر محض قبر کے حال کی شرح ہی قبوری بنا دینے کے لئے کافی ہے تو حافظ
ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ بھی اس طعن سے نہ بچ سکیں گے۔

حدیث میں "فی جدہ" وارد ہُوا تو انہوں نے کہا "روح میت" صرف
آدھے جسم میں واپس ہوتی ہے کسی نے کہا کہ اِس سے کم میں لوٹتی ہے۔ ملا علی
قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُن پر نقل کیا کہ عقل سے اُن باتوں کا فیصلہ
نہیں کرنا چاہیئے کوئی نقل صحیح ملے تو اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیے مگر اُنہوں
نے بھی حافظ ابن حجرؒ کو قبوری نہیں کیا شائد صاحب مرعاۃ ضرور کہہ دیں گے
کیونکہ حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول بھی بغیر کسی حدیث صحیح یا ضعیف کے
ہے۔

ملا علی قاری کا یہ منشا ہے۔ کہ جب حدیث میں مطلق لفظ آیا ہے تو عود
رُوح کو کل جسم کے لئے ماننے میں کیا اشکال واستبعاد ہے اِسی طرح یہاں
گذارش ہے کہ جب تمام احادیث میں سوال قبر کے لئے "ھذا الرجل" کا لفظ آیا
ہے تو اس کو ظاہر سے پھر انکی کیا ضرورت ہے خصوصاً جب کوئی صریح حدیث
صحیح یا ضعیف اُس کے خلاف موجود نہیں ہے پھر ہمارے نزدیک قبر کے
دوسرے حالات سے بھی اُس اس کو ظاہر پر ہی رکھنے کی تائید زیادہ ہوتی ہے۔ مثلاً
یہ قبر کے گڑھے میں پڑا ہوا مومن مردہ کیا کیا دیکھ رہا ہے جنت کو دیکھ

لیا جو ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہے زمین سے کھربوں' اربوں میل بعید سے بعد یدتر جہاں روشنی جیسی تیز رفتار چیز بھی زمین تک کروڑوں نوری سال میں پہونچ سکتا ہے جو اسفل السافلین میں ہے۔

بہشت کا نقشہ

مومن جنتی کے برزخی محل کے لئے فرش ولباس بھی جنت سے مہیا کیا جاتا ہے اس کی قبر کو شاہی محلات کی طرح وسعت دیدی جاتی ہے۔ برزخی محل کا ایک پھاٹک جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے جس کی ہواؤں سے وہ سارا محل "ائیر کنڈیشنڈ" اور جنتی خوشبوؤں سے بسا ہوا رہتا ہے اور یہی صورت و کیفیت قیامت تک رہے گی کیا سب کچھ صحیح و قوی احادیث سے ثابت نہیں ہے۔

جب عالم برزخ یا قبر کے لئے ایسے عجیب وغریب حالات کا ثبوت موجود ہے۔ تو قبر سے حضور اکرم ﷺ کے روضہ مطہرہ طیبہ تک حجابات کا اٹھ جانا اور بقول علامہ قسطلانی کے اس وقت ایک مومن کا آپ کے دیدار مقدس کی نعمتِ عظیمہ سے مشرف ہو جانا کس طرح نکیر کا مستحق ہو گیا کہ اسکو قبر پرستوں کی بات کہا جائے یا اگر شبیہ مُبارک ہی سامنے کی جاتی ہے تو اس میں بھی کون سی بدعت وشرک کی شکل نظر آگئی جس کے باعث اس کو اہل بدعت یا قبورین کا قول کہا گیا۔

۱۔ اس کا فلسفہ آخر رسالہ میں دیکھئے (اویسی غفرلہ') ئی انکار

غرض ایک طرف اگر معہود ذہنی والی صورت کچھ قرائن کے تحت مراد ہو سکتی

ہے تو دوسری طرف ھذا الرجل کو اصلی و حقیقی و غیر مجازی معنے میں لینا بھی کسی طرح بدعت و شرک قرار نہیں پا سکتا۔

ولو رغم الف بعض الناس والعم عنداللہ و منہ الرشد والھدایۃ فی کل باب "انوار الباری ص ۱۵۱ ج ۳

تبصرہ اویسی :۔

یہ ہے دیوبندی مولوی کی تقریر کم از کم اتنا تو ہمارے ساتھ جھگڑنے والے جاہل دیوبندی مان جائیں تو بھی غنیمت ہے ورنہ اس سے ہمارا تو کچھ نہیں بگڑتا بیڑا ان کا اپنا غرق ہوتا ہے۔

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ط

فصل فی القواعد فی لفظ ہذا

چونکہ ہم اہلسنت کا استدلال لفظ ہذا سے ہے اسی لئے فقیر اس کے قواعد عرض کرتا ہے تاکہ منصف مزاج کو مسئلے سمجھنے میں آسانی ہو۔

قاعدہ :۔

ہذا ہر اس شے کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو سامنے ہو اور محسوس کی جاسکے چنانچہ لغت اور نحو اور معانی و فقہ و اصول فقہ و تفسیر و دیگر مختلف فنون میں اس پر سب کا اتفاق۔ شرح جامی ص ۲۲۴ میں ہے کہ "اسماء الاشارۃ

ماوضع بمعنے مشارا لیه اشارة حیة بالجوارح والا عضاد“

قاعدہ:۔

جامی اور اس کی شرح میں ہے کہ حقیقت جب تک ممکن ہو۔ مجاز کا ارتکاب جائز نہیں۔کماقال و من حکما ھذا الباب متی امکن سقطع المجاز یعنے اذا دار اللفظ بین الحقیقة و المجاز فاللفظ الحقیقة اولی الی ان یدل الدلیل عند کونه مجاز“(غایة التحقیق حاشیه شرح جامی ۳۰ مطبوع نو لکشور لکھنو)

یعنی اس باب کے احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تک حقیقت کا استعمال ممکن ہو مجاز کا ارتکاب جائز نہیں۔

قاعدہ:۔

اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ حقیقت پانچ مقامات پر مستعمل نہیں ہو سکتی۔بنابریں ان پانچ مقامات پر مجاز کی طرف سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

”کما قال صاحب الحسامی و شاوحه ثم جملة ماتیرك به الحقیقة فی الشرعیات خمسة النورع غایة ص ۳۹“

۱۔ یترک بدلالة لعادة یعنی عرف عام میں حیقیقی معنے کو چھوڑ کر مجازی معنے استعمال کیا جائے۔ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صوم وغیرہ اُن کے حقیقی معنی عرف میں ترک ہو کر ایک شرعی اصطلاحی معنے میں مستعمل ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر

کوئی شخص قسم اٹھائے اور ان الفاظ سے حقیقی معنے مراد لے حانث نہیں ہوگا۔

۲۔ وبدلالۃ محل الکلام یعنے کلام کا محل حقیقی کو قبول نہ کرے مثلاً کہے "لا اکل من ھذہ النخلۃ اومن ہذا اقدر یعنی اسی کھجور کو یا اس ہانڈی کو نہ کھاؤں گا اس سے چونکہ محل کلام حقیقی معنے کو قبول نہیں کرتا بنابریں مجاز کا ارتکاب کرنا پڑا یعنی اس کھجور کا میوہ اور اسی ہانڈی کا پکا ہوا سالن نہیں کھاؤنگا۔

۳۔ وبدلالۃ معنے یرجع الی المتکلم یعنی متکلم کا ارادہ اس سے حقیقی معنے کا نہ ہو مثلاً کسی نے زید کو صبح کے کھانے کی دعوت کی تو اس نے فوراً کہہ دیا "واللہ لا اتغدی" اللہ تعالیٰ کی قسم میں ع کا کھانا نہیں کھاؤں گا لیکن متکلم کا ارادہ حقیقی معنے سے ہٹ کر اس طرف ہے کہ آج جو مجھے دعوت دی جارہی ہے اسی صبح کا کھانا نہیں کھاؤں گا فقہاء اسے یمین فور سے تعبیر کرتے ہیں۔

ا۔ وبدلالۃ سیاق النظم یعنی سیاق کلام بتاتا ہے۔ کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں مثلاً باری تعالیٰ فرماتا ہے "من شاء فلیئومن و من شار فلیکفر" یعنی چاہے کو ایمان لائے چاہے کوئی کفر کرے آیت کا حقیقی یہ ہے کہ ایمان و کفر کا ہر ایک کو اختیاری امر ہے اور معاذاللہ اللہ تعالیٰ ہر دونوں امروں سے راضی ہے لیکن سیاق کلام سے اُس کا حقیقی معنی متروک ہے کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ نے گھر سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے "قال تعالیٰ انا اعتدنا لظلمین نارا" یعنی ہم نے کفار کے لئے جہنم تیار کی ہے اس سے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنے مراد لیا گیا ہے یعنی پہلے کلام میں اللہ تعالیٰ نے اختیار کا طور نہیں بلکہ زجر کے لہجہ میں

کفر و ایمان کا اختیار دیا تھا۔

۲۔ دبد لالۃ الفظ فی نفسہ یعنی لفظ کا وجود ہی بتائے کہ مجھ سے حقیقی معنی مراد نہ لیئے جائیں مثلاً کسی نے کہا "لا آکل الفاکھۃ" میں میوہ نہیں کھاؤں گا۔ فا کہہ کا عموم حقیقی معنی تو بتاتا ہے کہ ہر میوہ کھانے سے حانث ہو جائے لیکن وہ میوہ جات یہاں داخل نہیں جو غذا کے طور پر کھائے جاتے ہیں ۔

قاعدہ:۔

جملہ اہل فن متفق ہیں کہ ہذا کا اشارہ قریب کے لئے ہوتا ہے ان جملہ قواعد کو ملا کر نتیجہ وہی نکلا جو ہم کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہر صاحب قبر کے سامنے ہوتے ہیں۔

اس مختصر تمہید سے اہل علم کو خوب یقین آگیا ہو گا کہ "ما تقول فی ہذا لرجل" میں حضور نبی اکرم ﷺ کو سامنے دیکھ کر ملائکہ کرام اہل قبر سے سوال کرتے ہیں کیونکہ مجاز کا ارتکاب اس وقت کرنا پڑتا ہے جب حقیقی معانی ممکن نہ ہو۔

قاعدہ:۔

حضور ﷺ کے لیئے قبر میں سامنے ہونا نہ صرف ممکن ہے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ مخالفین کو تسلیم ہے کہ تمام روئے زمین کی قبور میں منکر نکیر آتے ہیں۔

منکر نکیر ہر قبر میں:

قبر میں منکر نکیر کا آنا متفق علیہ ہے اور قبر سے مراد یہی مٹی کا گڑھا نہیں جو ہم کھودتے ہیں بلکہ اس سے حالت برزخی مراد ہے اہل اسلام کہتے ہیں کہ مرنیوالا آگ میں جل کر راکھ ہو جائے یا اسے شیر کھا جائے اور اس کے پیٹ میں ریزہ ریزہ ہو کر محلول ہو جائے یا دریا میں پانی پانی ہو جائے یا مچھلیوں کی خوراک ہو جائے یا اڑتے ہوئے پرندوں کا شکار ہو جائے تب بھی وہ قبر کی کیفیت اور سوال نکیرین سے نہ بچ سکے گا اس سے اہل فہم سمجھیں کہ کون سا لمحہ ہے جس میں کوئی تنفس موت کا شکار ہو کر قبر میں جائے اور طرفہ یہ کہ روئے دنیا کے کونے کونے میں بیک وقت منکر نکیر کو موجود ہونا عین اسلام و ایمان ہے تو پھر ان کے مرشد بلکہ جملہ ملکوت وقدس کے مکینوں کے امام ﷺ کے لئے شرک کا فتویٰ کیوں اور نکیرین کا ہر قبر میں ممکن ہی نہیں بلکہ حقیقت اور واقعہ ہے تو رسول خدا ﷺ کے لئے ناممکن بتا کر ہذا کو مجازی معنی معود فی الذہن کی طرف لے جانا کون سا انصاف ہے۔

اویسی کی اپیل

جب ہذا کے حقیقی معنے کا یہی تقاضا ہے اور حقیقی معنے ماننے میں کسی قسم کا شرعی اور لغوی اشکال ہی نہیں اور پھر مذکورہ پانچوں اقسام میں کوئی ایک بھی اس سے مانع نہیں ہے کہ حقیقی معنے مراد نہ ہو اور ہمارے اسلاف بھی قبور میں زیارت کے قائل بھی ہیں تو پھر وہابیوں اور دیوبندیوں کو کون سا اشکال ہے کہ اپنے نبی ﷺ

کی زیارت سے جھجکتے ہیں اور طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے ہیں البتہ دیوبندی اور وہابی کہتے ہیں کہ شیطان ہر قبر میں آئیگا اور لوگوں کو گمراہ کرنیکی کوشش کریگا افسوس اس مسئلہ میں دیوبندی ماننے میں کسی قسم کا اشکال پیدا نہیں کریں گے بلکہ مجھے امید ہے کہ وہ اس حوالہ کو دیکھ کر اور سن کر خوشی سے تالیاں بجائیں گے کیونکہ انہیں اس کے ہر کمال پر ایمان ہے لیکن ولایت و نبوت کے کمال پر فتوائے شرک۔

نوادر الاصول میں امام محمد بن علی ترمذی فرماتے ہیں :۔

"ان المیت اذاسئل من ربك یری لذالشیطان فیشیرالی نفسه الیٰ انا ربك الخ" جب میت سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔

(ف) حضرت حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ قول حضرت سفیان سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ قول احادیث سے بھی موید ہے کہ حضور علیہ السلام کے دفن میت کے وقت یہ دعا فرمائی۔

"اللھم اجرہ من الشیطان " اے اللہ ! اسے شیطان سے بچا "کذافی شرح الصدور وغیرہ"

چنانچہ مصنف سیر ابن ابی شیبہ نے خیثمہ سے روایت کیا کہا کہ اچھا جانتے تھے جبکہ میت کو دفن کریں تو کہیں "بسم الله و فی سبیل الله وعلیٰ ملة رسول الله اللھم اجرہ من عذاب القبرو عذاب النار و من شر

شیطان رجیم ط" اور حکیم نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا۔ کہ اچھا جانتے تھے جبکہ میت کو لحد میں رکھا جاوے تو یہ کہیں "اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم ط" اے اللہ پناہ دے شیطان مردود سے'

مسئلہ :- انہی روایات سے اسلاف نے فرمایا کہ ہر قبر میں شیطان بھکانے کے لئے آتا ہے۔ اس کی اسی شرارت کو دور کرنے کے لئے ہم اہلسنت قبر پر آذان دینے کا حکم دیتے ہیں' لیکن دیوبندی وہابی شیطان کے کچھ ایسے معتقد ہوئے ہیں کہ اس کے ہر کمال پر ایمان رکھتے ہیں اور نا معلوم اُنہیں حضور پاک ﷺ سے کیوں ضد ہے کہ ان کے کمالات سننے پر اُنہیں شرک یاد آجاتا ہے

دیکھیئے ان حوالہ جات سے وہابی دیوبندی حسب دستور شیطان کے اس کمال پر تالیاں بجاتے ہیں۔

۔ اس کے باوجود یہ کہ ایسے کمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنائے جائیں تو کفر و شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں یا کوئی خانہ ساز تاویل گھڑتے ہیں (فانتظروا انی معکم من المنتظرین)

آخری فیصلہ

الحمد للہ حدیث صحیح (بخاری و دیگر کتب صحیح) اور شارحین و محدثین سے مذہب حق اہلسنت کی تائید و توثیق واضح الفاظ سے ہوئی جسے علمائے دیوبند کے منصف مزاج

محدث انور کشمیری نے بھی تسلیم کیا لیکن غیر مقلدین تو جہالت و سفاہت میں ایسے پھنسے ہیں کہ ”زمین جنبد نہ جنبد گل محمد اپنی ضد و ہٹ دھرمی میں جوں کے توں ہیں اور تا قیامت رہیں گے صرف ان کے وحید الزمان“ نے ترجمہ ابو داؤد ص ۵۱۱ ج ۳ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ بعضوں نے لکھا کہ آپ کی صورت مبارک اس کو دکھائی جاتی ہے“ فقیر مضمون ذیل پیش کرنا چاہتا تاکہ غیر مقلدین کے گندے مذہب کا علم بھی ہو جائے اور دیو بند کے انصاف پسند لوگوں کی تحریر بھی سامنے آجائے۔

غیر مقلد

مولانا عبید اللہ مبارک پوری نے مرعاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۵۵ ج ۲ میں ”مابذا لرجل الذی بعث فیکم“ کے تحت لکھا۔ اشارہ فی الذہن کی طرف سے کیونکہ کوئی حدیث صحیح یا ضعیف اس بارے میں نہیں ہے کہ میت کے لئے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھتا ہے لہذا قبور میں اہلسنت ”بریلوی“ اور ان جیسوں کی یہ بات قابل التفات نہیں کہ فرشتوں کے سوال کے وقت حضور اکرم ﷺ بذات خود باہر تشریف لا کر ہر میت کی قبر میں پہنچ جاتے ہیں چنانچہ اس کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے“

”فلا التفات الی قول القبوریین ومن شاکلهم بان رسول الله ﷺ یشهد بذاته فی الخارج فی قبرکل میت عندسوال الملکین“

تبصرہ اویسی غفرلہ'

فقیر کے دلائل پڑھنے کے بعد اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو اسلام کے نامور محدثین اور علماء فقہاء کی تحقیق ہے جس میں دیوبند کے نامور اکابر مثلاً تھانوی اور انور کشمیری وغیرہ ہیں دوسری طرف دیوبند کے چند غیر معتبر ملوانے اور غیر مقلدین کے غیر مستند خود ساختہ مجتہدین ہیں ایمان سے بتائے کہ راہ حقیقت کس میں نصیب ہوگا اور بطلان و فساد کس میں۔

باب دوم

گذشتہ تقریر و تحریر سے صاحب سمجھ کے لئے کافی ووافی ہے لیکن وہ طبائع حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض و عناد سے حق و باطل کی تمیز نہیں ہوتی اور معمولی باتوں پر اڑ جاتے ہیں ان کے اعتراضات کے جوابات پیش کرنے کی جرات کرتا ہوں (وما توفیقی الا باللہ)

سوال۔ جب کوئی آدمی یا مقام یا کوئی چیز مشہور و معروف ہو یا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو۔ تو اس کو حاضر کیساتھ تعبیر کرنا جائز اور صحیح ہے اگرچہ وہ پاس حاضر اور موجد نہ ہو اور گو یہ استعمال استعمال عام کے مقابلہ میں قلیل ہی ہے لیکن ہے ضرور "مطول ص ۱۳۱ میں لکھا ہے " ویجوز علی قلة لفظ الحاضر نحو قاتل ہذا الرجل وانکان غائبا" یعنی کبھی کبھی حاضر کے لفظ سے غائب کو تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں جھگڑا کیا اس شخص نے اگرچہ وہ غائب ہی کیوں نہ ہو مگر غائب کو ہذا سے تعبیر کرنا صحیح ہے (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۲۴)

جواب معترض

اس کلیہ پر اپنی کتاب کے نو صفحات کالے کر ڈالے اور احادیث وار دو کے مختلف محاورے پیش کئے وغیرہ اور وغیرہ۔

جواب۔ اس ضابطے کو سمجھے بغیر سر دردی کی ورنہ بات واضع ہے کہ اولاً وہذا کے معنے تو غائب میں لینا بہت قلیل ہے یعنے ایسا قلیل الاستعمال ہے کہ کسی شدید ضرورت کے بعد جبکہ اور کوئی امکان نہ ہو تو مجبوراً ھذا کو غائب کے معنے میں لیا جاتا ہے اور پھر اسے کبھی کبھی غائب کے معنے میں لینا بھی مجازاً ہے اور اس مجاز کے لئے بھی قرائن کی ضرورت ہے اور وہ قرینے معترض کی ہر دلیل کے ساتھ موجود ہیں اور مجاز بلا قرینہ مستعمل ہوتا ہی نہیں اور حدیث مذکور یعنی "ما تقول فی ہذا الرجل" میں کوئی قرینہ ہی نہیں ہے کہ جس سے حقیقی معنی چھوڑ کر بلا وجہ مجازی معنے کا مرتکب ہونا پڑے۔

ہم نے تو اسلاف کی متعد عبارتیں عرض کر دی ہیں کہ جس سے سلف صالحین نے بھی حقیقی معنے مراد لیا ہے اور معترض یا اس کی تمام قوم کوئی حوالہ تو دکھاوے جس میں لکھا ہو کہ یہاں حقیقی معنے مراد لینا ممکن نہیں بلکہ مجازی معنے لینا چاہیے۔

ہاں ہاں معترض نے ذیل کی عبارت سے مجازی معنے پر استدلال کیا ہے تو اپنی عادت کا ثبوت دیا ہے۔

سوال

محدثین وشراح حدیث بھی یہی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو میت کے لئے قبر میں حاضر نہیں کیا جاتا بلکہ آپ کی شہرت کی بنا پر سوال ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ قسطانی البخاری ص ۱۸۳ ج ا میں لکھتے ہیں ولانعم حدیثا صحیحا مرویا فی ذلک ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ قبر میں حاضر کیئے جاتے ہیں۔

جواب

کسی ایک مسئلہ میں حدیث کا مروی نہ ہونا مسئلہ کے ثبوت کے منافی نہیں قرآن مجید کو بوسہ دینا مصیبت کے وقت ختم بخاری شریف پڑھانا' ایمان مجمل و مفصل کو علیحدہ نام بنا کر اسی عبارت کو یاد کرنا شش کلمہ ترتیب وار پڑھنا اور پڑھانا قرآن شریف کو تمیں پاروں میں منقسم کرنا 'رکوع معین کرنا اعراب لگانا' حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا' فقہ 'اصول فقہ 'صرف نحو' کلام دیگر متداول علوم پڑھنا' پڑھانا' نماز میں نیت زبان سے کرنا 'روزہ افطار و سحری کے وقت نیت کی دعائیں وغیرہ وغیرہ

کونسی حدیث صحاح سے ثابت ہیں جب مسائل مذکورہ کے علاوہ صدہا دیگر مسائل احادیث صحاح سے ثابت نہیں اور کوئی محدث حدیث کی تحقیق میں کہہ دے کہ یہ مسئلہ کسی حدیث سے مروی نہیں تو کہاں کا قانون ہے کہ اس مسئلہ کو سرے سے ماننا نہیں چاہیے۔ علامہ قسطانی ہوں یا کوئی اور محدث اس کے متعلق صحیح حدیث سے مروی نہ ہونے کی بات کر رہے ہیں نہ کہ حدیث

مذکور کے ضمن مسئلہ کے استخراج سے وہ اپنے مقام پر صحیح ہے جیسے کہ اصول میں ہے کہ کوئی مسئلہ عبارت النص میں تو اشارۃ النص یا اقتضاء النص یا دلالۃ النص سے مل جائے تو شرعاً قابل عمل ہے جیسے اصول کے مبتدی مہنتی طلبہ کو معلوم ہے۔

علامہ قسطلانی نے لانعم حدیثاً فرمایا کہ سرے سے اس کا انکار کیا کہ حضور ﷺ کسی قبر میں جلوہ نہیں دکھاتے بلکہ فقیر کی تحقیق کے مطابق انہوں نے تو حدیث پر جرح بعد میں کی پہلے مسلمان قبر میں جانیوالے کو مژدہ فرمایا "وھی بشری عظیمۃ للمومن" قسطانی شرح بخاری ص ۳۹۰ ج ۳ لیکن مخالف کی نگاہ ہمیشہ حق سے کتراتی ہے یہ اسکی بد قسمتی ہے۔

اور وہ بھی مجبور ہے کیونکہ ۔ قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ شرح الصدور میں لکھتے ہیں۔

سئل الحافظ ابن حجر هل
يكشف للميت حتى يرى
رسول الله صلى الله عليه و
سلم ناجاب بانالم ترید و
هذا في حديث انما ادعا ه
بعض من لايحتج به بغير
دليل سوى قوله فى هذا
الرجل ولا حجة فيه لان
الاشارة الى الحاضر فى
الذين انتهى بحواله مجموعة
الفتاوى

(ص ۲۷ ج ۲۰)

حافظ ابن حجر سے دریافت کیا گیا
کہ قبر میں درمیانی پردے اٹھائے
جاتے ہیں حتی کہ وہ جناب رسول
اللہ ﷺ کو دیکھ لیتی ہے حافظ
صاحب نے جواب دیا کسی حدیث
سے ثبوت نہیں ملتا بعض ایسے
لوگوں نے جن کی بات حجت نہیں
ہو سکتی بغیر کسی دلیل اور سند کے
ہذا الرجل سے یہ احتجاج کیا ہے
مگر ان کی بات حجت نہیں ہے
کیونکہ ھذا کا اشارہ حاضر فی الذہن
کے لئے آتا ہے۔

علامہ قسطانی حافظ ابن حجر اور امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ کی اس تصریح سے صاف معلوم ہوا ہے کہ لفظ ہذا سے آنحضرت ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنے والے وہ لوگ جن کی بات سرے سے حجت ہی نہیں ہو سکتی اور ان کا یہ استدلال بھی بغیر سند کے اور بغیر دلیل کے (بلفظہ) آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۳"

جواب

امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں وہ اعتراض ہیں اوّل یہ کہ اس مسئلہ کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں اسکا جواب گذر چکا دوسرا یہ کہ ہذا اپنے حقیقی معنے میں مستعمل نہیں اور جن لوگوں نے اس کے حاضر و ناظر کا استدلال کیا ہے ان کا استدلال قابل عمل نہیں۔

اس عبارت میں الٹا ہمارا ثبوت ہے کہ امام ابن حجر کے دور میں یہ مسئلہ بھی موضوع بحث رہا اکثر علماء کی یہی رائے تھی کہ حضور سرور عالم ﷺ ہر قبر میں جلوہ دکھاتے ہیں لیکن تنہا امام ابن حجر اس مسئلے میں مخالف تھے اور انکے پاس بھی کوئی ٹھوس اور مدلل دلیل نہ تھی کہ جس سے مسئلہ کے انکار پر ڈٹ جاتے بلکہ ان کے پاس بھی صرف اپنا عندیہ تھا اور کسی ایک عالم دین کیا صحابہ کرام جیسی مسلم ہستیاں بھی اگر کبھی اپنا عندیہ کو پیش کریں تو بھی حق کے مقابلہ میں ان کی بات کو نہ مانا جاتا ہے۔ مثلاً سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "جنہوں نے دین کی تہائی حصہ خدمت کی" کما قال النبی ﷺ، معراج جسمانی کا انکار فرماتی ہیں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حضور سرور عالم ﷺ نے "اللھم اجعله هادیا مهدیا" جیسی مبارک دعاؤں سے نوازا نے خلافت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے منہ موڑا۔ ان کے علاوہ وہ کئی واقعات اور مسائل کتب اصول میں موجود ہیں جن سے حق کے مقابلہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن ہم نے حق کے مقابلہ میں ان کے عندیات کو جانا تو صحیح لیکن قابل عمل نہ مانا کچھ یہی بات امام ابن حجر کے

قول مذکور کی ہے۔ کہ ان کے عندیہ کو ہم کیسے مان سکتے ہیں جبکہ ہمارے اسلاف "وھی بشری عظمیۃ" اور "گر زندہ در گور وند جائے دارد" کی خوشخبریاں سنا رہے ہیں۔

۲۔ امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کا عندیہ قابل قبول ہو کیسے جبکہ قبر میں شیطان کی شرارتوں کا شر زوروں پر ہوگا۔ تو رحمتہ اللعالمین کی رحمت بھری خیر کا ہونا لازمی ہے ورنہ یہ انصاف کے خلاف ہے کہ مالک کونین شہ کو تو عام کردے لیکن خیر مقید رکھے (العیاذ باللہ)

۳۔ امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کا عندیہ ایک طرف اور ہماری پیش کردہ عبارات ایک طرف موازنہ کروگے تو اکثریت ہمارے حصہ میں ہوگی اور یہ اکیلے "القلیل کالعدوم"

سوال

اور ہذا کا اشارہ تو معہود فی الذہن کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ میت جواب دیتی ہے تو یوں کہتی ہے وہ خدا کے رسول ہیں اگر واقعی میت کے سامنے آپ حاضر ہوں تو جواب میں بھی کہنا چاہیے کہ یہ خدا کے رسول ہیں بلکہ مستدرک کی ایک حدیث میں جس کی شرط مسلم تصحیح پر امام حاکم اور علامہ ذہبی دونوں متفق ہیں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

"فیقال له ماتقول فی ہذا الرجل الذی کان فیکم وماتشهدبه علیه فیقول ای رجل فیقولان الرجل الذی کان فیکم قال فلایهتدی له

قال فیقرلون محمد فیقول سمعت الناس قالو افقلت کماقالو الحدیث ''اس سے پوچھا جائے گا تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں تھا اور تیری اس کے بارے میں کیا گواہی ہے وہ کہے گا کس شخص کے بارے میں سوال کرتے ہو۔ فرشتے جواب دیں گے اس شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو تم میں تھا (فرمایا) یہ سب کچھ ہونے کے باوجود وہ نہیں پہچان سکے گا کہ مجھ سے کس شخص کے متعلق سوال ہو رہا ہے۔ فرشتے کہیں گے ہم محمد ﷺ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ کہے گا میں نے لوگوں کو کہتے سنا تو میں بھی وہی کہنے لگا جو انہوں نے کہا۔

یہ صحیح روایت اس حدیث کے مفہوم اور مراد کو متعین کر دیتی ہے کہ قبر میں آنحضرت ﷺ کو حاضر نہیں کیا جاتا اگر ایسا ہو تو میت کو دیکھنے کیساتھ ہی یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ بزرگ ستی اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو رہا ہے حضرت محمد ﷺ ہیں گو اس روایت کا یہ حصہ کافر سے متعلق ہے لیکن اس سے صراحت کیساتھ یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر قبر میں آپ حاضر و ناظر نہیں ہوتے ۔(آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۳)

جواب

ہذا کا اشارہ معہود فی الذہن اس وقت ہوتا ہے جبکہ حقیقت ممکن نہ ہو اور پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ حاضر و ناظر کے مسئلے میں حقیقت متعذرہ نہیں بلکہ عین حقیقت ہے کہ قبر میں حضور علیہ السلام کو دنیا میں صرف محمد بن عبداللہ ﷺ ہی

مانتا تھا اور قبر میں آپ کی زیارت ہوگی تو "من حیث النبی نہ من حیث ہو ابن عبداللہ" اسی لیئے وہ لوگ اگرچہ کئی بار دنیا میں دیکھ چکا لیکن قبر میں دیکھنے کے بعد چونکہ اسے آپ کی معرفت من حیث النبوۃ نصیب نہیں ہوئی تھی اسی لیئے "لاادری ہاہا" کے الفاظ پکارے گا اور ہم گناہگاروں کو چونکہ ان کی نبوت پر ایمان ہے اگرچہ ظاہری زندگی کے دیدار سے محروم رہے لیکن جب قبر میں جائیں گے تو "من حیث معرفتہ النبی" "مر کے پہونچا ہوں اس دلربا کے واسطے" کہہ اٹھیں گے۔

فلہذا معہود فی الذہن کی مظق دیوبندیوں کو سلامت ہم تو حقیقت کا دامن نہیں چھوڑتے جب تک وہ متعذر نہ ہو جائے اور معہود فی الذہن میں مجاز ہے اور مجاز کا ارتکاب بلاوجہ صحیح نہیں چونکہ نبی علیہ السلام کے کمالات پر دیوبندیوں کو پورا یقین نہیں اس لئے وہ مجازی معنی لیں ہمیں تو اپنے نبی ﷺ کے ہر کمال پر ایمان ہے ہم حقیقی معنے مراد لیں گے۔

۲۔ باقی رہا میت کا جواب کے وہ خدا کے رسول ﷺ ہیں یعنے میت منکر نکیر کو "ما تقول فی ہذا الرجل" کے جواب میں کہے گا "ہو عبداللہ ورسولہ رواہ الترمذی الحدیث"

یہ مخالف کی علمی غلطی ہے اسے آج تک پتہ نہیں چلا کہ ہو حاضر پر بھی بولا جاتا ہے، قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے بارہ میں متعدد مقامات پر ہی "ھو اللہ الخالق الباری اور ھو علیم بذات الصدور وھو بکل شی محیط وغیرہ

مخالف کی غلطی الفاظ کے التباس سے ہے نحویوں نے جبکہ کہا کہ ھو غائب کے لئے آتا ہے تو نحو کی اصطلاح سے جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ضمیر کو غائب لغوی تصور کیا اگر نحو خود کو نہیں آتی تھی تو کسی ہدایۃ النحو کے متعلم سے ہی پوچھ لیتا کہ نحاۃ کی اصطلاح میں غائب کسے کہتے ہیں تو وہ اسے سمجھاتا "الغائب ھو المذکور قبلہ" خواہ وہ ذکر کے وقت موجود ہو یا نہ ہو اگر مخالف کچھ اپنا علمی اضافہ چاہتے ہیں تو فقیر کی شرح نعم الحامی کا مطالعہ کریں۔

معلوم ہوا کہ "ھو عبداللہ ورسولہ" کہنے سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے لئے فرق نہیں پڑتا بلکہ اہل علم جانتے ہیں کہ جب کسی کے متعلق سوال ہو اور حاضر ہو تب بھی ھو جواب میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا "ما تلک بیمینک یموسیٰ" جواباً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا "ہی عصای" تلک اسم اشارہ کے جواب میں "ہی عصای" بتایا ہے کہ "ھو عبداللہ ورسولہ" جواب میں کہنا حاضر و ناظر کے منافی نہیں ہے۔

۴۔ امام حاکم کی حیثیت سے بھی مخالفت نے سخت غلطی کھائی اور شکر ہے کہ اپنے منہ سے اقرار کر لیا کہ یہ حصہ کافر کے حق میں ہے اور وہابی صاحب کا استدلال 'ہذا الرجل الذی کان فیکم" سے ہے یعنی اسے کافر تو اس کے حق میں کیا کہتا تھا جو تم میں تھے بھلا وہابی صاحب کو کون بتائے کہ "الذی کان" سے بھی غائب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ حاضر ہونا یقینی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قالو ھذا الذی رزقنا مومن کہیں گے بہشت میں یہ تو وہی ہے جو ہم دنیا میں دیئے گئے۔

اور فرماتا ہے "ہوالذی ارسل رسولہ" اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا اور فرمایا "یاایھاالناس ربکم الذی خلقکم" اور فرمایا ہوالذی جعل لکم الارض زلولا سینکڑوں آیات ان الفاظ سے آئی ہیں کیا ان سب میں وہابی صاحب غائب کا معنے کریں گے۔ جب یہاں پر غائب کے معنے متعین نہیں ہو سکتا تو وہابی صاحب نے کہاں سے نبی ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔

۴۔ قولہ اگر ایسا ہو تو میت کو دیکھنے کے ساتھ ہی یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ یہ بزرگ ہستی اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو رہا ہے حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اقوال :۔ کیسی بے ہودہ جہالت ہے جن غریبوں کو دنیا میں لاکھوں معجزوں سے بھی نبوت کا عرفان نصیب نہ ہوا وہ تو دنیا میں بھی محمد بن عبداللہ ﷺ سمجھتے رہے اور قبر میں بھی جا کر بار بار کی تنبیہ کے بعد وہی کہہ اٹھیں گے "قلت کما قالو" لیکن وہابی صاحب کی جہالت ان کے لئے ڈھارس تو علیحدہ بات ہے جبکہ کروڑوں معجزوں سے ان کی قسمت نہ جاگ سکی سورج کو جب چمگادڑ دیکھنا نہیں چاہتا جب سامنے آئے تو آنکھیں بند کر دے اب اسے سورج کی نورانیت کا قرار کرایا جائے تو وہ کیا وہی جو وہابی صاحب اور اسکی قوم کہتی ہے۔

سوال :۔

صحیح بخاری ص ۶۵ ج اطیالسی ص ۳۲۱ وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرد (یا عورت) آنحضرت ﷺ کے عہد میں مسجد نبوی کی خدمت اور صفائی کیا کرتا تھا وہ رات کے وقت فوت ہو گیا

صحابہ کرام نے اس کو دفن کر دیا آنحضرت ﷺ کو اطلاع نہ دی کچھ عرصہ گذر گیا آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ شخص خادم مسجد کہاں ہے۔ صحابہ کرام نے کہا اس کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم اُس کو دفن کر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا "افلا آذنتمونی بدلونی علی قبرہ" تم نے مجھے اس کے جنازہ کی اطلاع کیوں نہیں دی چلو مجھے اُس کی قبر بتلاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام نے آپ کو اس کی قبر بتلائی اور آپ نے اس کے لئے دعا کی۔

اگر آنحضرت ﷺ قبر میں میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو اس شخص سے بھی "تقول فی ہذا الرجل" سوال ہوگا۔ اور فریق مخالف کے مدعوم کی بنا' پر آپ وہاں تشریف لے گئے ہوں گے۔ اس کو دیکھا ہو تو پھر کیوں پوچھتے ہیں فلاں شخص کہاں ہے؟ اس کو کیا ہوا تم مجھے جنازہ کی اطلاع کیوں نہ دی اس کی قبر بتلاؤ۔ کیا سید عالم رسول ﷺ نے دیدہ دانستہ صحابہ کرام سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا یہ جھوٹ ہو گا یا سچ (العیاذ باللہ) آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۴

جواب

حضور ﷺ کی حیثیتیں مختلف ہیں اور ہر حیثیت کے احکام جدا قبر میں زیارت ہوتی ہے تو نوری حیثیت سے دنیا میں رونق افروز ہیں تو بشری صورت میں وہ تمام احکام صادر ہوئے جو بشریت کے لائق تھے اور آپ بھی ہر حیثیت کے کام دوسری حیثیت سے متعلق نہ ہوں اور یہ عوام کے لئے تھا اور نہ خواص کو

بعض حیثیات سے آگاہ فرمادیا جاتا چند ایک دلائل مسئلہ حاضر وناظر میں عرض کردیئے ہیں بلکہ یہ منصب تو آپ کے غلاموں کو حاصل تھا کہ اپنی جسمانیت کو اپنے مقام پر رکھ کر روحانیت سے کچھ کا کچھ کردیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم خاکی ملک دنیا میں رہ کر بہشت میں جوتے سمیت سیر فرمارہے تھے آصف بن برخیا کا جسم حضرت سلیمان علیہ السلام کے آگے موجود تھا لیکن آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لاکر پیش کردیا وغیرہ وغیرہ اس قسم کے ہزاروں واقعات دنیا میں ہیں علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے "المنجلی فی تطور الرلی" میں بہت کچھ لکھا ہے پھر سرور عالم ﷺ کی شان سبحان اللہ کیا کہنا۔

اس مختصر تمہید سے ثابت ہو گیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کا اہل قبور کا کو مشاہدہ کرانا' نوری حیثیت سے متعلق ہے اور صحابہ کرام کیساتھ معاملات کرنا بشری حیثیت سے تھا۔

جھاڑو پھیرنے والے خادم کے متعلق نہ پوچھنا اپنی نوری حیثیت سے کنایہ' ورنہ شان رحمت للعالمین کے خلاف ہے' کہ ایک خادم خاص کے لئے لاپرواہی کی جائے لیکن اس کی تدفین کے بعد خبر گری کرنا تعلیم۔

۱۔ شب معراج ان حیثیات کا ظہور ہو (۲)۔ کتاب ہذا حاضر وناظر کے مقدمہ میں ۱۳

۳۔ اور فقیر رسالہ "الاخلاء" میں بڑی وضاحت سے لکھا ۱۳

تعلیم انسانیت کا مقصد ادا کرنا ہے۔

فن اصول میں ایک قاعدہ ہے کہ خصوصی نفی سے عموم کی نفی

نہیں ہوتی (آلقان) مطلول میں ہے۔

"انتفار الخاص لایوجب انتفار العامہ" اسی طرح مسلم اور اس کی شرح میں بھی ہے۔ مخالف نے واقعات وحکایات پیش کر کے مسئلہ کی بناء کھڑی کی جسے ہم نے مذکورہ قانون نے اس کی تمام بنا کو توڑ کر رکھ دیا ہماری پیش کردہ دلائل میں سے لفظ "ہذا" عموم پر دلالت کرتا ہے اور پھر ان واقعات میں سے بھی نہیں کہ میں قبور میں جلوہ گر نہیں ہوتا یہ تو شریعت مطہرہ کے قوانین کو مرتب کرنے کی تعلیم تھی مثلاً ہر مسلم خواہ دینوی مرتبہ میں بڑا ہو یا چھوٹا اسلام اخوت میں مساوات حق دار ہے اسی لئے سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو تنبیہ کر دی کہ مجھے اطلاع دینی لازمی تھی بلکہ موطا امام ملک ص ۷۸ والی حدیث میں تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو قبل از وقت خبردار فرمایا کہ اس کی موت کے بعد مجھے جنازہ کے لئے بلانا قبر کے متعلق پوچھنے سے لاعلمی ثابت کرنا جہالت ہے جبکہ حضور ﷺ اہل قبور کے نہ صرف اسما' جانتے بلکہ ان کے اعمال سے بھی باخبر تھے بخاری شریف باب اثبات عذاب البقر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "مر النبی ﷺ بقبرین یعذبان فقال انھما یعذبان و ما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لایستتر من البول وما الآخر فکان یمشی یا النمیمۃ الحدیث"

حضور علیہ السلام دو قبروں پر گزرے جن پر عذاب ہو رہا تھا فرمایا کہان دونوں شخصوں یہ عذاب ہو رہا ہے اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا تھا ایک ان میں سے پیشاب نہ بچتا تھا اسی طرح سینکڑوں واقعات احادیث صحاح میں

موجود ہیں۔

بلکہ حضور سرور ﷺ کے صدقے آپ کی امت میں سے بے شمار اولیاء کرام کو کشف قبور حاصل تھا بلکہ یہ ایک فن ہے جو چند مجاہدات کے بعد ہر ایک کو حاصل ہو سکتا ہے لیکن افسوس کی گھکڑوی اور اسکی قوم نے حضور ﷺ کو اتنا گیا گزرا سمجھا کہ خادم خاص کی قبر کی لاعلمی جتلانے پر موٹی سرخیوں میں دلائل کی نشان دہی کی۔ حالانکہ اس میں تو لطیف اشارہ تھا کہ اے میری امت تم کسی ایک کو حقیر وذلیل نہ سمجھنا بلکہ ان کی موت کے بعد بھی اس قبر پر جانا اور آپ خود اس لئے تشریف لئے گئے تاکہ آئندہ نسل میں ایک قوم کی تردید ہو جائے' تو قبور پر جانے سے روکتے پھریں گئیں'

واضح باد! کہ فقیر نے ''دلوں کے چین'' کے مقدمہ میں عرض کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ حضور ﷺ کے بارے میں نورانیت کے لئے ہے اور مخالف کی ہمیشہ عادت ہے کہ وہ ہمارے عقیدہ کو نہ سمجھتے ہوئے جسمانیت مبارکہ کی نفی کے دلائل پیش کرتا ہے۔ اور عرض کیا تھا کہ اس چالاکی سے عوام کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ان مکاروں کی ایک مکاری یہ بھی ہے ۔ جو دلیل ہذا میں پیش کی گئی ہے اور سینکڑوں ایسی دلیلیں بنا کر عوام کو بھکاتے ہیں۔ پناہ بخدا

باقی رہا یہ سوال کہ رسول ﷺ نے دیدہ دانستہ الخ' یہ بھی جھوٹ نہیں بلکہ مصلحت کی وجہ سے ہے کیونکہ ایک حیثیت کا حکم دوسرے حکم کے منافی نہیں ہوتا اور ایک حیثیت کی وجہ سے سوال کیا جائے اگرچہ علم بھی ہو تو جھوٹ نہیں

ہو تا۔ مثلاً حضرت جبرائیل علیہ السلام بشری صورت میں تشریف لا کر حضور ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ حدیث یوں ہے۔

"عن عمربن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنہ قال بینما نحن عند رسول الله ﷺ ذات یوم اذطلع علینا رجل شدیدبیاض الثیاب شدید سوادالشعرلایری علیه اثر السفر ولا یعرفه منا احدحتی جلس الی ألنبی ﷺ فاسند رکبتیه الیٰ رکبتیه و وضع کفیه علیٰ فخدیه وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهدان الاله الا الله وان محمد رسول الله وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیه سبیلا قال صدقت نعجنا له یسئله ویصدقه قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن بالله و ملائیکته وکتبه و و رسله و الیوم الآخر وتو من بالقدر خیره وشرّه قال صدقت قال ناخبرنی عن الاحسان قال ان تعبدالله کانك تواه فان لم تکن تراه فانه یداك قال فاخبرنی عن الساعته قال ماالمسئول عنهاباعلم من السآ ئل قال فاخبرنی عن امارتها قال ان تلدالامة انبتها وان تری الحفاته العراة العالة رعاء الشاء یتطاولون فی البیان قال ثم ازطلن قلبث ملیا ثم قال لی یاعمر اتدری من السائل قلت الله و رسوله اعلم قال فانه

جبیریل اتاکم یعلمکم رینکم (رواہ مسلم)

اب بتائیے کیا حضرت جبرائیل علیہ اسلام کو اسلام، ایمان اور احسان کا علم نہیں تھا؟ یقینی تھا۔ لیکن علم کے باوجود لاعلم بنے بیٹھے ہیں اور سوال در سوال کر رہے ہیں۔

حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جبرائیل علیہ اسلام نے حضور ﷺ سے ایمان و اسلام واحسان کے متعلق سوال کر کے جواب چاہا۔ ۱۲

تو کیا "معاذ اللہ" جبرائیل علیہ السلام جھوٹ بول رہے ہیں۔ جھوٹ نہیں بلکہ بشری صورت میں تشریف لا کر سائل بنے۔ لیکن ملکی صورت کو پوشیدہ فرمایا۔ اسی طرح حضور ﷺ کا قبور میں جلوہ گر ہونا دوسری حیثیت سے ہے اور پھر قبور میں جلوہ گری عالم برزخ کا مسئلہ ہے۔ اور عالم دنیا میں دوسرے احکام ہیں کتاب حاضر وناظر کے مقدمہ میں اسے تفصیل سے عرض کیا گیا ہے۔

وہابی نے مولانا محمد عمر صاحب پر طنزاً چند اعتراض کیئے۔ جن کا خلاصہ

۱۔ یہ کہ "ھلا آذنتمونی" تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ یہ دو معنی کس کتاب میں ملے گا۔

۲۔ پھر یہ کس کتاب میں ملے گا کہ "فکانھم صغرو امرھا" کا یہ معنے ہے کہ صحابہ کرام نے بے ادبی کو معمولی سمجھا تھا۔

۳۔ اس کا ثبوت کس کتاب میں ملے گا کہ اس عورت کی ولائیت آپ کے سپرد تھی۔

④ یہ بھی بتائیں کہ "وتونی علیٰ قبرہ" میں اجازت کے بغیر جنازہ پڑھانے کی تردید کیسے صحیح ہوئی۔ یہ تردید تو بقول مولوی محمد عمر صاحب "ھلا آذنتمونی" کے جملہ سے ہو چکی ہے پھر اس کی کیا ضرورت رہی ہوش سے جواب دینا۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۲۵

الجواب للسوال الاول

اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث کا مفہوم و مطلب لفظی ترجمہ سے ہٹ کر اصلی مقصد بیان کرنا جائز ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث کا اصلی مقصد بیان فرمایا ہے۔ جسے تمام محدثین نے بیان فرمایا ہے۔ مولوی وہابی بے چارے کا چونکہ سارا وقت اہل حق پر طعن و تشنیع پر گزرتا ہے اس لئے اسے کتابوں کا دیکھنا کب نصیب۔ اس لئے اس کے کہے مطابق اس کے گھر سے حوالہ پیش کرتا ہوں، فیض الباری علی صحیح بخاری ص ۵۸ جلد ۱ میں ہے۔

"والحاصل ان الصلوۃ بمحضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتصح بدونہ مالم توجد قرینہ الاجازۃ من جانبہ" خلاصہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے ہوتے کسی کی نماز جائز نہیں ہوتی۔ جب تک کہ آپ سے اجازات (صراحۃً یا بطریق کنایہ حاصل نہ ہو)

ف۔ شاید وہابی جیسا کوئی جاہل یہ نہ کہہ دے کہ صلوۃ سے مراد وقتی نماز ہے اور وقتی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوتی جب تک آپ کی اجازت نہ ہو تو اس کا جواب فیض الباری جلد ۲ ص ۵۷ میں موجود ہے۔ کہ "ان

الصلوٰۃ و قیتۃ کانت اوجنازۃ الخ" بے شک نماز سے مراد عام ہے خواہ وقتی نماز ہو یا جنازہ"

اختصار کی وجہ سے ایک حوالہ پر اکتفا کیا گیا اس سے مزید بے شمار حوالہ جات پیش کیئے جا سکتے ہیں اگر کسی کو مزید شوق ہو تو فقیر کا رسالہ "نثر الجوائز" کا مطالعہ کرے۔

الجواب للسوال الثانی

حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق کا وہابی جاہل کو پتہ تو چل گیا ہو گا لیکن "ضدی ہوتا ہے لادوا" کے مطابق اس کی ہٹ دھرمی کو توڑنے کیلئے گزارش ہے کہ حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے "فکا نھم صغروا امرھا" میں بھی حدیث شریف کے اصل منشاء کو بیان فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سمجھا کہ ایسے معمولی انسان کے لئے حضور ﷺ کو کیوں تکلیف دی جائے چنانچہ فیض الباری ص ۷۵ ج ۲ میں ہے۔ "فلم یوقظوا النبی ﷺ لکراھۃ الیقاظ النبی ﷺ و خفۃ امرہ عندھم" انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بیدار نہ کیا تاکہ آپ کے آرام میں خلل نہ آئے اور پھر اس شخص کا معاملہ بھی معمولی سمجھا اور یہی بات وہابی بھی مانتا ہے اور حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی منشاء ہے۔

باقی رہا حضرت مولانا محمد عمرؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بے اذنی کو معمولی سمجھا تھا یہ مبنی بر حقیقت ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہیں تھا کہ حضور ﷺ کی اجازت لینا ضروری ہے اور نہ ہی انہیں علم تھا کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بغیر ہم سے فرضیت نماز ساقط ہو گی۔ کیونکہ انہیں ان دونوں باتوں کا علم ہوتا تو حضور ﷺ کو ضرور بیدار کرتے۔ جیسے دوسری وقتی نمازوں کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ فرضیت کا حوالہ آپ پہلے جواب میں پڑھ چکے ہیں

دوسرا حوالہ کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بغیر ان سے فرضیت صلوٰۃ جنازہ کا ساقط ہونا "حاشیہ بخاری شریف ص ۶۵ ج ۱" میں ہے کہ

"ذکر السیوطی فی الموذج اللبیب انہ ذکر بعض الحنفیۃ انہ فی عہدہ لایسقط فرض اجنازۃ الابصلوتہ"

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی الموذج اللبیب میں فرمایا کہ بعض حنفیوں نے ذکر فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی سے نماز جنازہ کی فرضیت ساقط نہ ہوتی۔ جب تک آپ تشریف نہ لاتے۔

ف۔ فیض الباری ص ۷۵ ج ۲" میں اوپر والی عبارت کا خلاصہ نقل کر کے اذا امکن شرکۃ جبکہ اپ کی شرکت ممکن اضافہ فرما کر لکھا کہ

"قلت و من ذہب ہذا المذہب فقد اصاب واجاد" میں کہتا ہوں کہ جو بھی بات کہہ گیا وہی مصیبت ہے اور بہت خوب۔

فقیر اویسی غفرلہ' نے یہ جملہ اس لئے لکھ دیا کہ چور ڈاکو یہ نہ کہہ دے کہ بعض حنفیوں کا قول غیر معتبر ہے اب یہ بات نہ کہہ سکیں گے کہ ان

کے محدث صاحب نے اس مذہب کو اصوب واجود مانا ہے جس بات کو تمہارا گورو اصوب واجود مان رہا ہے اسی بات کو حضرت مولانا محمد عمر صاحب نے اذنی کو معمولی سے تعبیر فرمارہے ہیں۔

الجواب للسوال الثالث

اندرون خانہ میں بیٹھ کر لکھ دینا کہ اس کا ثبوت کس کتاب میں ملے گا۔ الخ تم پر چونکہ خدا کی مار پڑی ہے کہ رات دن اللہ والوں کے عیوب و نقائص میں کاغذ سیاہ کرتے رہتے ہو۔ بڑی کتابوں کے حوالے لکھوں تو ہیرا پھیری کرو گے' لو یہ تمہارے اپنے مولوی کی کتاب "فیض الباری ص ۷۵ ج ۱" ہے۔

"وامانی الحدیث الباب فادعی الحنفیة ان النبی ﷺ کان ولیا فلا باس باعادته"

یعنے اس باب میں احناف نے دعویٰ کیا ہے کہ چونکہ حضور ﷺ میت کے ولی تھے اس لیئے آپ کا دوبارہ نماز پڑھنا صحیح ہوا۔

الجواب للسوال الرابع

جب کسی کا دماغ خراب ہوتا ہے تو پھر وہابی کی طرح مہمل اعتراض کرتا ہے۔ وہابی جی "دلونی علی قبرہ" میں اجازت کے بغیر نماز پڑھانے کی عملی تردید ہو رہی ہے اسلئے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت کے بغیر نماز پڑھ لی تو حضور ﷺ نے "هلا آذنتمونی" میں اولاً علماء تردید فرمائی اب علی قبرہ عمل کرکے تردید فرمارہے ہیں جیسے علم و عمل میں فرق ہے ایسے یہاں لیکن وہابی بے

چارے کو نہ علم کی خبر ہے نہ عمل کی۔

ہم نے بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی تحقیق سے جواب پیش کیئے لیکن وہابی کو اپنی بدحواسی کا علاج کرنا چاہیے بارگاہ نبوی میں گستاخی و بے ادبی کی حدین توڑ رہا ہے کہ احادیث کا مطلب اپنی رائے کے مطابق کرتا ہے۔ اسی حدیث شریف میں کہا کہ آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ "ص ۱۳۴۔۱۳۸ " پر لکھا کھڑے ہو کر اس کیلیئے دعا کی یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تمام محدثین نے اُسے صلوٰۃ جنازہ مراد لی ہے۔ اسی پر امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذاہب کی تحقیق شارحین نے لکھی لیکن صرف تم ہی اپنی بدحواسی سے صرف دعا مراد لے رہے ہو

اور پھر حدیث کو نا تمام چھوڑ کر کچھ آگے نقل کرتا تو اہل حق خود ہی انصاف کرتے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی شان کتنی بلند ہے۔ کہ وہ نہ صرف اسی خادم مسجد کی قبر کے حال سے واقف تھے بلکہ جملہ اہل قبور کے معاملات سے باخبر تھے۔ لیکن وہابی جانتا تھا کہ اگر میں سالم حدیث لکھوں تو میرا پول کھل جائیگا۔

فقیر اویسی رضوی غفرلہ، مسلم شریف ص ۳۱۰ ج ۱ سے سالم حدیث نقل کر کے حدیث کا اصل مقصد پیش کرتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' ان امراۃ سوداء کانت تقم المسجد اوشاباً ففقدھار رسول ﷺ فسال عنہا او عنہ فقالو اماتت قال افلاکنتم آزنتمونی قال فکانہم صغروا امر ھا اوامرہ' فقال

دلونی علیٰ قبرہ ندلوہ فصلی علیہا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ رنگ کی بی بی (یا ایک نوجوان) مسجد نبوی کو جھاڑو دیتی تھی اسے رسول پاک ﷺ نے موجود نہ پا کر پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ عرض کی وہ فوت ہو گئی ہے آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا راوی کہتے ہیں کہ گویا اس کا معاملہ معمولی تصور کیا آپ نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھاؤ آپ کو اس کی قبر دکھائی گئی تو آپ نے اس کی نماز پڑھی۔

یہاں تک وہابی نے اردو ترجمہ غلط ملط کر کے حدیث کو لکھا اب آگے والا جملہ ملاحظہ ہو۔

"تم قال ان هذه القبور محلوة ظلمة علی اهلها وان الله نوّر رها بصلوٰتی علهیم"

پھر فرمایا قبریں ظلمات سے بھرپور تھیں۔ اللہ تعالی نے انہیں میری نماز کے صدقے نور سے معمور فرمادیا۔

ف۔ حدیث شریف میں کہیں نہیں ہے کہ مجھے قبر والے کا کچھ علم نہیں یا میں اس کے سامنے ہوا تو میرے متعلق سوال وجواب ہوا یا نہ

۱۔ اصل مقصد تو تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو آئندہ تنبیہ ہو جائے کہ میرے بغیر تمہارا جنازہ ادا کرنا نہ پڑھنے کے برابر ہوگا۔

۲۔ انہیں معلوم ہو جائے کہ مجھے ہر فرد امت کیساتھ محبت ہے۔

۳۔ آئندہ کسی کو معمولی سمجھ کر مجھے نہ بلوانا تمہاری غلطی ہے۔ اس سے حضور ﷺ

کی تواضع کا اظہار ہوا۔ کہ اتنی بلند ذات اپنے معمولی خادم کیلئے اپنے آرام و قرار کو

قربان فرمادیتے ہیں۔

۴۔ امت سے اتنی محبت ہے کہ ایک ایک کے معاملہ میں دخیل ہیں۔

۵۔ ہر چھوٹے بڑے کے حقوق کی ادائیگی میں سرگرم ہیں۔

۶۔ ہر ایک فردامت کی ضروریات دینی و دینوی میں اہتمام فرماتے ہیں

"کماقال النوی نی شرح مسلم فیه بیان ماکان علیه النبی

صلی اللہ علیہ وسلم من التواضع والرفق بامة و تفقید احوالهم و القیام بحقوقهم

والا هتمام بمصالحم فی آخر تهم رونیاهم" ص ۳۱۰ ج ۱

حاشیہ ترجمہ :نوری نے شرح مسلم میں فرمایا کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور اپنی

مت کے ساتھ مہربانی اور ان کے احال تجسس اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان

کے دنیاو آخرت کے مصالحہ کا اہتمام ثابت ہوا۔

اودلونی ملی قبرہ میں راز تھا جسے آج تک تمام دیوبندی وہابی نا آشنا ہو کر اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کر رہے ہیں حالانکہ معاملہ برعکس ہے کہ اس میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علومشانی کابیان ہے وہ بایمنعنی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہنے

علوشانی نماز جنازہ پڑھ لی تھی اور وہ ان سب کانہ پڑھنے کے برابر اب ان کا یہ عمل

بیکار اور ضائع ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ک کو کب گوارا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی

عنھکا عمل ضائع ہو جائے آپ نے ان کے اسی ضائع شدہ عمل کو حاصل فرمالیں

ورنہ اگر حضور علیہ والسلام کے ساتھ مل کر نماز جنازہ ادا کرلیں اور ضائع شدہ عمل

کو حاصل فرمالیں۔ ورنہ اگر حضور ﷺ کو قبر کے متعلق لاعلمی تھی تو پھر سب کو قبر کی دلالت کے لئے فرمانے کا کیا مطلب قبر کی دلالت کیلئے صرف ایک فرد ہی کافی تھا۔

دیوبندی وہابی دلونی علی قبرہ پیش کر کے ایک میت کی لاعلمی کا ثبوت پیش کر رہا ہے حدیث شریف میں تمام مقبور کے حالات کا علم واضع کر دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ان ہذا القبور محلوۃ ظلمۃ الخ" لیکن وہابی کی مثال اس کانے کی ہے کہ اسے جب بازار لے گئے تو دوبارہ جب دوسری طرف سے گذرا تو کہنے لگا کہ یہ لوگ کتنے چالاک ہیں کہ آناً فاناً دوسرا بازار بنالیا اس غریب کانے کو پھر بھی دوسرا بازار نظر تو آیا لیکن دیوبندی بے چارے کو حدیث شریف کا دوسرا حصہ سمجھ میں نہ آیا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نہ صرف ایک قبر کو ملاحظہ کر رہا ہوں بلکہ قبرستان کے تمام قبور کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ سب کی سب ظلمات سے پُر ہیں وہ میرے کرم کے منتظر ہیں اب میں نے جو نماز پڑھی ہے میرے صدقے اللہ تعالیٰ نے اُن کو نور سے بھرپور فرمادیا۔

سوال

مؤطا امام مالک میں حدیث موجود ہے کہ ایک غریب عورت بیمار ہوگئی حضرت ﷺ کو جب اس کی بیماری کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر اُس کی وفات ہو جائے تو مجھے مطلع کرنا تاکہ میں اُس کا جنازہ پڑھاؤں تقدیراً اُس کی وفات بھی اُسی رات ہوگئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دیئے بغیر اس کو

دفن کر دیا آنحضرت ﷺ کو اُس کی وفات کا علم تک نہ تھا۔ صبح ہوئی تو بعض صحابہ نے اُس بی بی کی وفات کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو دی کہ فلاں عورت رات کو دفن کر دی گئی ہے آپ نے فرمایا "الم امرتکم ان یوذنونی بھا" کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ مجھے ضرور اطلاع دینا' صحابہ کرام نے عذر پیش کیا' کہ حضرت رات کا وقت تھا آپ آرام فرما رہے تھے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا آپ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر دُعا کی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آپ میت کے پاس حاضر وناظر ہوتے ہیں ورنہ آپ کو اُس کی اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی کہ حضرت فلاں عورت رات کو وفات پا چکی ہے "ماتقول فی ہذا الرجل" سے سوال اس سے بھی ہوا ہو گا اور بقول مخالفین (یعنے اہلسنت) آپ وہاں حاضر ہو کر اُس کو دیکھ بھی آئے ہونگے لیکن باوجود اُس کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس طرز سے گفتگو فرماتے ہیں کہ بالکل لاعلمی کا ثبوت ہو رہا ہے۔

حضرات (یعنے ناظرین) نبوت اور رسالت کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ پیغمبر ظاہر اور باطن قول اور فعل میں کبھی متضاد رنگ اختیار کر کے تلون مزاجی کا ثبوت نہیں دیا کرتے اور نہ ہی العیاذ باللہ اُس کی نسبت ہی ان کی طرف کی جا سکتی ہے یہ تو فریب کار لوگوں کا کام ہے کہ وہ ہاتھی کے دانتوں کا نمونہ ہوتے ہیں کہ "کھانے کے اور 'دکھانے کے اور" آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۶

جواب

وہابی نے دوسری احادیث و حوالہ جات کی طرح اس حدیث میں بھی خیانت کی ہے اصل حدیث سنیئے۔

"عن ابی اماۃ بن سہل بن حنیف انہ اخبرہ ان مسکینۃً مرضت فاخبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بمرضھا قال وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعود المسالین وسل عنم فقال رسول اللہ علیہ و سلم اذا ماقاتت فازنونی بھا فتخرج بجنا ز تھا لیلا فکرہوازان یوقظوا وسلم اخبربالذی کان من شانھا فقال الم امرکم ان توذونی بھم فقالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرھنا ان نخرج لیلا............فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف بالناس علی قبرھاکبّر اِربع تکبیرات"

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ فلاں مسکینہ عورت بیمار ہے۔ آپ کی عادت پاک تھی کہ آپ مسکینوں کی طبع پرستی فرماتے اور اُن کی ضروریات کے متعلق بھی سوال کرتے آپ نے اُس عورت کے لئے بھی فرمایا کہ جب مر جائے تو مجھے اطلاع دینا' رات کو فوت ہوگئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو نہ جگایا۔ آپ کو صبح اُس عورت کے متعلق اطلاع ہوئی تو اپ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہ فرمایا تھا کہ مجھے اطلاع دینا عرض کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے آرام میں خلل نہ آئے آپ اُس عورت کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُس ک قبر پر نماز ادا فرمائی اور لوگوں نے صف باندھ کر آپ

کے پیچھے نماز ادا کی اور آپ نے چار تکبیریں پڑھیں اس حدیث شریف میں کہیں یہ لفظ نہیں جو وہابی نے خیانۃً کر کے لکھا کہ آنحضرت ﷺ کو اس کی وفات کا علم تک نہ تھا صرف اس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اطلاع سے اجتہاد کیا اور کسی کو کسی معاملہ کی اطلاع دینے سے لاعلمی نہیں ہوتی کیا اللہ تعالیٰ کو فرشتے ہمارے اعمال کی خبر نہیں دیتے' وہابیوں کے اس قسم کی اجتہادات مجبورا ہے پر ان کی جہالت وحماقت کا بھانڈا پھوڑا اور کل قیامت میں اس کا رُوسیاہ ہوگا دوسری خیانت یہ کی کی نماز پڑھانے کی بات کو حذف کر کے کھڑے ہو کر دعا کی لکھ دیا حالانکہ اس حدیث شریف کے تمام شارحین لکھ رہے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اُس عورت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہابی جاہل اور شروح پڑھنے کب نصیب صرف اپنے مولوی محمد شفیع کا حاشیہ موطاء امام مالک دیکھ لیتا ورنہ صف بالناس علی قبرہا وکبر اربع تکبیرات تو خود ہی بتاتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ناظرین کو اس کی اِس دھوکہ سازی کا علم ہونا چاہیے کہ اُس نے یہ دھوکہ سازی اِس لئے کی کہ نماز جنازہ کا لفظ اگر لکھ دوں تو لوگ سمجھیں گے کہ حضور ﷺ کے لئے اہل قبور سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اُس عورت کو سامنے پایا تو نماز پڑھائی ورنہ نماز جنازہ کیوں پڑھائی اہلاسلام تو مانتے ہیں کہ عورت پر مٹی کا ڈھیر حضور ﷺ کے لئے حائل نہیں کیونکہ جملہ عالم اپ کے سامنے ہے اسی لئے تو آپ نے جنازہ غائبانہ ادا کیا

"وفی المرقاۃ کشف النبی ﷺ عن سرید الجاشی حتی راہ و صلی

علیہ ا حاشیہ موطاء للشفیع الدیوبندی ص ۷۹-۱)

نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے تھا اور آپ نے اُس پر نماز جنازہ پڑھی حالانکہ دوسروں کے لئے جائز نہیں کیونکہ ہم حضور ﷺ کی طرح نہیں اور عورت پر بھی آپ نے اِسی لئے نماز پڑھائی کہ وہ عورت حضور ﷺ کے سامنے تھے چنانچہ مولوی محمد شفیع حاشیہ موطاء ص ۷۹ حاشیہ نمبرا میں لکھتا ہے۔

"ولاینبغی ان یصلیَ جنازۃ قد صلیَ علیہا لیس النبی ﷺ فی ہذا یغرہ"

حضور ﷺ کے سوا کسی دوسرے کے لئے لائق نہیں کہ وہ جنازہ پر نماز ادا کرے کیوں کہ اس معاملہ میں کسی دوسرے کا قیاس نہ کیا جائے۔

اس مختصر سے ثابت ہو گیا کہ گھکڑوی نے خیانت کی اور خیانت کی یہی وجہ ہے۔ حضور ﷺ کا قبر میں تشریف لے جانے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وہی عقیدہ تھا جو ہمارا ہے لیکن وہابی سے پوچھیے کہ یہ عقیدہ صحابہ کرام نے کہاں بیان فرمایا ہے یا تمہارا خانہ ساز قاعدہ ہے باقی اطلاع دینے سے سمجھا ہے تو اطلاع دینا نہ دینا لاعلمی یا حاضر نہ ہونے کی دلیل کیسے بن سکتی ہے جبکہ یہی اللہ تعالیٰ کے لئے بھی روزانہ دوبار ہوتی ہے کہ صبح کے فرشتے شام کو ہمارے اعمال کی اطلاع دیتے ہیں اور شام والے صبح کو۔

اور قبر میں حضور ﷺ کے متعلق یقیناً سوال ہوا کیونکہ بخاری شریف ودیگر صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے اس طرز پر سوال کرنا لاعلمی کا ثبوت نہیں بلکہ مصلحت دینی ہے جو حضور سرور عالم ﷺ ہمیشہ ایک عالم کی بات دوسرے عالم کے متعلق ظاہر نہ فرماتے بلکہ یہ بات ضروریات دین سے تھی۔

ویسے قاعدہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ ایک عالم کا مسئلہ دوسرے عالم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا مثلاً ہم حضور سرور عالم ﷺ کو اور اسی طرح تمام حضرات انبیاء کرام علی بنینا و علیہم السلام کو حقیقی جسمانی حیوٰۃ کے ساتھ زندہ مانتے ہیں یہاں تک کہ روح جسم اطہر سے نکلی تو اس کے فوراً بعد روح جسم اطہر میں لوٹائی گئی اس کے باوجود آپ پر تمام قوانین میت جاری کیئے گئے اور دفن کیا گیا اسی اثناء میں نہ حضور ﷺ کی حرکت جسمی کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی سانس کا آنا جانا بعد ازاں نہ خوراک و پوشاک اور نہ ہی پینا و دیگر ضروریات اگر کوئی منکر حیات انکار کرے گا تو جواباً کہا جائے گا کہ یہ لوازمات یعنی حرکت جسمانیہ سانس کا آنا جانا وغیرہ وغیرہ عالم دنیا کے لئے ہیں اور برزخ کے احکام دوسرے ہیں دیکھئے اس حالت میں حضور ﷺ کے عالم برزخ کے جملہ امور اپنے اوپر جاری کئے لیکن حیاۃ حقیقی کے نہ تم منکر ہو نہ ہم، اور پھر اس طریقہ اور روش سے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کو مردہ سمجھ کر میت کے احکام جاری کر رہے تھے اگر ان کا عقیدہ حیوٰۃ کا تھا تو میت کے احکام کیوں جاری کیئے اور پھر قبر انور میں کیوں دفن کر دیا ماننا پڑا کہ ہر ایک عالم کے احکام اسی عالم سے متعلق ہوتے ہیں نہ لاعلمی ثابت ہوتی ہے اور نہ تلون مزاجی ہے اور نہ ہی فریب کاری اور

نہ ہی ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور کی مثال چسپاں ہوتی ہے البتہ جہالت وحماقت کا اعلان نہ میرے پاس ہے اور نہ ہی اس کا کوئی علاج خالق کائنات نے پیدا کیا ہے۔

سوال

نسائی جلد اول ص ۲۲ ابن ماجہ ص ۱۱۱ احمد جلد چہارم ص ۳۸۸ طحاوی جلد اول ص ۲۹۵ اور سنن الکبری جلد چہارم ص ۴۲ وغیرہ میں ایک حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ چند صحابہ کرام باہر نکلے آپ نے ایک تازہ قبر دیکھی اور فرمایا یہ کس کی قبر ہے صحابہ نے جواب دیا "مولاۃ نبی فلان فعرفھا رسول اللہ ﷺ" کہ یہ فلاں خاندان کی لونڈی کی قبر ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بتلانے پر آنحضرت ﷺ نے اس کو پہچان لیا اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعائے جنازہ پڑھی اور پھر آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ کا روزہ بھی تھا اور آرام بھی فرما رہے تھے لہذا ہم نے آپ کو اس کے جنازہ پر مطلع کرنا نامناسب سمجھا آپ نے فرمایا۔

"لایموت فیکم میت مادمت بین اظھر کم الا آذنتمونی" (الحدیث)

جس وقت تک تمہارے اندر موجود ہوں کسی بھی میت کو مجھے اطلاع دیئے

بغیر دفن نہ کیا جائے کیوں کہ میری دعا باعث رحمت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ قبر میں میت کے پاس حاضر ہو تیہیں تو اس بی بی سے "ماتقول نی ہذا الرجل" سے سوال ہوا ہو گا اور اپ اس کے سامنے حاضر ہوئے ہونگے تو پھر نہ معلوم آپ نے صحابہ کرام سے ان الفاظ سے کہ یہ کس کی قبر ہے کیوں لا علمی کا اظہار کیا اور پھر یہ کیوں فرمایا کہ جب بھی کسی کی موت واقع ہو جائے تو مجھے اطلاع ضرور دیا کرو کیا حاضر و ناظر اور عالم الغیب سے کبھی بھی کسی کی موت مخفی رہ سکتی ہے اور پھر فریق مخالف اس کے مشرکانہ عقیدہ کو بھی ساتھ ملا لیجئے کہ آنحضرت ﷺ مختار کل بھی ہیں یعنے مارنا زندہ کرنا رزق دینا وغیرہ وغیرہ امور باذن خداودی آپ ہی انجام دیتے ہیں گویا آپ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کے ساتھ خود کسی کی زندگی بھی ختمکر دیں اس کو لبی نیند سلا دیں اور خود فرمائیں جب کسی کی موت واقع ہو جائے تو مجھے اطلاع ضرور دینا "آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۶۔۱۳۷"

الجواب

اس حدیث کو بھی نقل کر کے وہابی نے اپنی خیانت اور ترجمہ کی غلط بیانی اور پھر جہالت حماقت کا ثبوت دیا حدیث شریف میں کہیں نہیں کہ صحابہ کرام کے بتلانے پر آنحضرت ﷺ نے اس کو پہچان لیا یہ وہابی کی خیانت ہے کہ حضور ﷺ پر بہتان باندھا ہے۔

البتہ وہابی نے فعر فہا کی فاء تعقیب سیاپنے ظن فاسد کی وجہ سیہ بہتان

باندھا ہے یا حضور علیہ ﷺ کے پوچھنے کو قرینہ بنا کر اپنا منہ کالا کیا ہے کیا اسے پتہ نہیں ہے کہ قرائن سے مذہب کی بنیاد کھڑی کرنا جہالت و حماقت ہے مثلاً ہندو مذہب نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی علم غیب نہیں کیونکہ اگر اسے علم غیب ہوتا ہو حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرض کرنے پر " رب ارنی کیف تحی الموتی " اے رب میرے ! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا کہ فرمایا " اولم تو من " اے ابراہیم علیہ السلام تمہیں اس بات پر ایمان نہیں وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ بے شمار دلائل ہیں جو ہندو اور دشمنان اسلام کی تصانیف پڑھنے والوں کو معلوم ہیں۔

وہابی نے حسب دستور نماز جنازہ کو حذف کر کے دعا جنازہ سے تعبیر کیا جس کی تحقیق آپ گزشتہ حدیث میں سن چکے ہیں۔

وہابی کا یہ استدلال بے شمار حدیثوں سے ہو سکتا ہے کہ آپ قبر میں حاضر ہوتے ہیں تو اس بی بی سے سوال ہوا ہوگا اس کا جواب گزشتہ مضمون میں مفصل طور پر گزر چکا اور قبر کے متعلق پوچھنا بھی لاعلمی کی دلیل نہیں بارہا کہا جا چکا ہے کہ حضور علیہ ﷺ کا پوچھنا بر بنائے مصلحت ہوتا تھا اسکی کئی مثالیں فقیر کی کتاب تحقیق علم غیب میں دیکھیئے وہابی کا یہ کہنا کہ اور پھر یہ کیوں فرمایا کہ جب بھی کی وفات ہو جائے تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو بے چارے وہابی صاحب کو علمی کمی اور مطالعہ کا نقص ہے ورنہ اسے پہلے دلائل سے بتا چکا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام نے

اس کی موت کی لاعلمی کیوجہ سے نہیں فرمایا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ میرے بغیر تمہارا جنازہ پڑھا دینا جائز بھی نہیں ہوگا چنانچہ مفصل طور مع حوالہ جات لکھ چکا ہوں مختار کل کے لئے مشرکانہ عقیدہ بتایا جیسے کہ اس قوم کی پرانی عادت ہے کہ وہابی نے سوا باقی تمام اہلسنت کو مشرک کہتے ہیں وہابی کے اس بہتان کے جوابات فقری کی کتاب مختار کل میں پڑھیئے۔

سوال

اگر آنحضرت ﷺ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر اور اپنی امت میں موجود ہیں آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میں جب تک تمہارے اندر میں موجود ہوں مجھے اطلاع دیئے بغیر کسی کو دفن نہ کرنا (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳)

جواب

پہلے دلائل سے لکھ چکا ہوں کہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے عہد مقدس میں "لایسقط فرض اجنازہ الابصلوته حاشیه بخاری" آگے تمہارے مولوی نے فیض الباری ص ۷۵۔ ج ۲ میں اضافہ کیا کہ "اذا امکن شوکته" حضور ﷺ کا یہ ارشاد اسی شرعی اصول کے تحت تھا نہ کہ لاعلمی اور حاضر و ناظر کی نفی کے لئے کسی غریب کو مطالعہ نصیب نہ ہو تو پھر اسکا علاج کیا

سوال

اگر آپ ہر وقت موجود ہیں تو مخالفین ہی فرما دیں کہ انہوں نے اپنے جنازوں

میں آنحضرت ﷺ کو بھی اطلاع دی ہے اور آپ ﷺ کی موجودگی میں تو تم خود منبر و محراب کی زینت بنے رہو اور امت کو آپ کی امامت سے محروم رکھو (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۳۷)

جواب نمبر ا

بجسد عنصری مدینہ طیبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ موجود ہیں اور حیاۃ جسمانی و حقیقی کے ساتھ موصوف ہیں اس مسئلہ میں دیوبندیوں کو ہمارے ساتھ اتفاق ہے اگرچہ اسمٰعیل دہلوی حضور مر کر مٹی میں مل گئے کہہ گیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین تھا کہ ہمارے حضور ﷺ روضہ انور میں زندہ موجود ہیں لیکن کبھی کسی کو خیال نہ گذرا کہ کسی جنازہ کیلئے حضور ﷺ کو عرض کیا جائے اور مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں نمازیں ہوتیں جمعہ ہوتا خطبات بھی پڑھائے جاتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فتاویٰ بھی پوچھے گئے لیکن کبھی کسی کو یہ خیال نہ گذرا کہ ہم کیوں نماز پڑھائیں خطبہ جمعہ کیوں ادا کریں جب حضور ﷺ موجود ہیں جب مسلمات میں سے ہے کہ حیاۃ جسمانی حقیقی عقیدہ کے باوجود آج تک یہ قول کسی سے منقول نہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں زندہ موجود ہیں فلہذا آپ کی موجودگی میں نہ کسی کی نماز جائز ہے اور نہ خطبہ اور نہ ہی جنازہ اگرچہ دیوبندیوں کے پاس کوئی قول ہے تو پیش کریں اگرچہ مسلمات میں سے ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں آپ ﷺ کے روضہ اطہر میں

وقت پر اذان بھی ہوتی ہے اور جماعت بھی چنانچہ

۱۔عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لقدرائینی لیال الحرة وما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیری ومایاتی وقت صلوة الاسمعت الاذان من القبر اخرجه ابولغیم فی دلائل البنوة ص

حضرت سعید بن میب (تابعی) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی حالت دیکھی کہ حرہ کی راتوں میں مسجد نبوی میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو میں قبر سے اذان سنتا

۲۔عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم ازل اسمع الاذان والا قا مته فی قبررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام الحرة حتی عاد الناس اخرجه الذبیربن بکار فی اخبار المدینة۔

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر سے اذان واقامت سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس لوٹ آئے

۳- عن سعید بن المسیب انه کان یلازم المسجد ایام الحرة والناس یقتتلون قال فکنت اذا حانت الصلوٰة اسمع اذانا یخرج من قبل القبر الشریف اخرجه ابن سعد فی اطبقات

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں ایام حرہ میں جب کہ اور لوگ جنگ میں مصروف رہے فرماتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو قبر انور سے اذان کی آواز سنتا

۴- عن سعید بن عبدالعزیز قال لم قال ایام الحرة لم یوذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لایعرف وقت الصلوٰة الابهمهمة یسمعها من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه الدرمی فی مسنده)

حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں جب ایام حرہ میں مسجد نبوی میں تین دن مسلسل اذان نہ ہوئی اور نہ اقامت تو حضرت سعید کو نمازوں کے اوقات یوں معلوم ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے نماز کی ادائیگی کی طرح آواز سنائی دیتی۔

(ف)۔ ان احادیث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ روضہ اطہر میں نمازیں، اقامتیں اور جمعہ وغیرہ ہو رہا ہے لیکن نہ کسی صحابی کا اس نماز میں شرکت کا ثبوت ملتا

ہے بلکہ خود حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ 'اذان واقامت کو سن کر جماعت کی حاضری سے محروم ہیں وہ کیوں اس کا جواب آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو ۔یہاں سرِ دست یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضور ﷺ کی امامت سے محرومی کا مسئلہ نہ صرف مسئلہ حاضر وناظر پر چلتا ہے بلکہ اس کا تعلق حیوٰۃ طیبہ سے ہے ۔اور حیات طیبہ کے عقیدہ ماننے کے باوجود کسی ایک کا مذہب نہیں جواب دیوبندی نیامذہب بناکر بدعتی بننے کا ثبوت دیتے ہیں۔

جواب۔ ۲

عالم برزخ کے مسائل کو عالم دنیا کے لئے معرض بحث میں لانا جہالت ہے اگر یہ کلیہ دیوبند یہ مان لیا جائے تو کروڑ ہابندگان خدا کو بیداری میں حضور سرور عالم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کو زیارت نصیب ہوئی اور ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی تو کیا وہ سب کے سب صحابیت میں شامل کئے جائیں گے حالانکہ ایسے زائرین کو کوئی بھی حضور ﷺ کا صحابی نہیں مانتا وجہ یہ ہے کہ آپ جب سے بھی عالم برزخ میں تشریف لے گئے تو عالم دنیا کے احکام آپ سے متعلق نہ ہونگے ورنہ حضرات خلفائے راشدین اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین کبھی جماعتیں نہ کراتے اور نہ ہی ائمہ اربعہ کی مصلے مقرر ہوتے اور نہ علمائے دین نمازوں کی امامت کرتے یہ مسئلہ بھی نہ صرف حاضر وناظر سے متعلق ہے بلکہ حیوٰۃ النبیاء جیسے مقدس عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے اگر دیوبندی صاحبان ہمارے مسئلہ حاضر وناظر سے مخالفت کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہاری اس کلیہ فاسدہ کی بناء

پر عقیدہ حیاۃ الابجاد پر بھی زد پڑتی ہے۔

جواب ۳

استاد یا پیر و مرشد یا کسی بڑے معظم بزرگ کی موجودگی میں ان کی اجازت کے بعد کوئی بھی نماز پڑھائے، خطبہ دے تو کونسی قباحت ہے کیا دیوبندی جب گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے ہیں، نمازیں پڑھاتے ہیں خطبہ وجمعہ وعیدین دیتے ہیں مفتی بنتے ہیں اس وقت کیا کبھی ان کے اساتذہ اور وہ لوگ جنہیں وہ بزرگ سمجھتے ہیں موجود نہیں ہوتے، ضرور ہوتے ہیں لیکن ان کا ایسا کرنا نہ بے ادبی ہے نہ گستاخی اور نہ غلطی، ہمارے حضور سرور عالم ﷺ ہمیں عالم برزخ میں تشریف لے جانے کے بعد اپنا وارث بنا کر نماز عیدین جمعہ پڑھانے کی اجازت دے گئے ہیں فلھٰذا ہم ان کی اذن وعطاء اور اجازت کے بعد یہ امور سرانجام دے رہے ہیں جس پر ہمیں فخر ہے۔

جواب ۴

ہم عالم دنیا تک محدود ہیں ہماری اتنی رسائی نہیں کہ ہم ان سے براہ راست تعلق جوڑ سکیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا کمال بخشا ہے تو وہ نمازیں بھی حضور ﷺ کے پیچھے ادا کرتے ہیں۔

"کماقال ایسوطی رحمته الله تعالیٰ علیه فی تنویر الحلك فی رؤیة النبی والملك ص ۲۴۵"

وقال نی الرحید و ممن
ارئیة بمکة الیشخ عبدالله
الدلاسی اخبرنی انه لم
تصح صلوٰة فی عمره
الاصلوة واحدة قال و ذلك
انی کنت بالمسجد الحرام
فی صلوٰة الصبح فلما
احرام الامام واحرمت
واخذتنی اخذة فرایت
النبی علیه الصلوٰة
والسلام یصلی امام وخلفه
العشرة فصلیت معهم وکان
ذالك فی سنته ثلاث
وسبعین وستمائة فقراء
علیه الصلوٰة والسلام فی
الرکعته الاولیٰ سورة
المدثر وفی الثانیة عم یتسا
ؤلون (الیٰ ان قال فلمافرغ

شیخ عبداللہ دلاس فرماتے ہیں کہ
مجھے زندگی میں صرف ایک نماز
نصیب ہوئی وہ اس طرح کہ میں
صبح کی نماز میں مسجد حرام
میں مشغول ہوا جب تکبیر تحریمہ
کہی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری
ہوئی تو حضور ﷺ کو دیکھا کہ
امام بن کر نماز پڑھا رہے ہیں
اور آپ کے پیچھے عشرہ مبشرہ نماز
پڑھ رہے ہیں اور یہ ۶۷۳ھ کا
واقعہ ہے اپ نے پہلی رکعت میں
سورۃ مدثر اور دوسری میں عم
تیساؤلون پڑھی جب آپ نے
فراغت پائی تو ہمارے امام صاحب
نے بھی سلام پھیرا مجھے محسوس
ہوا تو میں نے بھی سلام پھیرا۔

النبی صلی اللہ علیہ وسلم نسلم الامام

فعقلت تسلیم فسلمت

(ف)۔ اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمارے لئے اتنی رسائی کہاں

کہ ہم حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کر سکیں اور نہ ہی انہوں نے ہمیں اپنی

نمازوں کا مکلف بنایا ہے۔

(درمیان میں یہ عبارت ہے)

"فلما سلم وعا بهذا الدعاء اللهم اجعلنا هداة مهدين غيرضالين

ولامضلين لاطمعافى براء ولارغبة فيما عندك لان لك المنة علينا با

يجا ونا قبل مان لم تكن ولك الحمد على ذلك لاازله الاانت"

اگر کوئی ان کے پیچھے پڑھ لے تو وہ بڑا خوش بخت ہے اور اس کے

مراتب بلند لیکن احکام شرعیہ کا ترتب ان پر پھر بھی نہیں بلکہ ایسے حضرات نہ

صرف ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں بلکہ ان کا ہر معاملہ حضور علیہ السلام سے

متعلق ہوتا ہے ہر بات حضور علیہ السلام سے کرتے ہیں جن کی ہر بات بارگاہ رسالت

میں پیش ہوتی ہے چنانچہ علامہ موصوف رسالہ مذکور ص ۴۴۴ میں فرماتے ہیں

"ابوعبدالله الاسوائى المقيم با خميم كان يخبرانه يرى

النبی صلی اللہ علیہ وسلم نی كل ساعته الايخبرعنه وكان للیشح ابی العباس

المرسی و صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذاسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عليه السلام

ويجا وبه اذا تحدث معه حضرت ابو عبداللہ اسوائی فرماتے ہیں کہ میری

کوئی گھڑی نہیں گذرتی جس میں اپنے نبی ﷺ سے باتیں نہ کروں یعنے ہر وقت بارگاہ نبوت میں حاضری ہوتی ہے حضرت ابو العباس مرسی رحمت اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ سے اتنا قرب حاصل تھا کہ جس وقت بھی حضور ﷺ کو سلام عرض کرتے تو فوراً جواب سے نوازے جاتے اور جو بات بھی عرض کرتے تو فوراً جواب حاصل پاتے۔

بلکہ یہی ابو العباس مرسی رحمتہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں۔

"لوحجب عنی رسول اللہ ﷺ طرفة عین طرفة ما علدوت نفسی من المسلمین" "اگر آنکھ جھپکنے کی دیر مجھ سے حضور ﷺ محجوب ہوں تو میں خود کو مسلمان میں شمار نہیں کرتا"

بتایئے ان حضرت پر فتویٰ کون سا جاری کیا جائے گا جبکہ ایک قوم ہر وقت حاضر و ناظر ماننے والوں کو مشرک کہتی ہے اور یہ حضرات وہ ہیں جن پر ولایت، قطبیت، غوثیت کو ناز ہے، تفصیل کتاب "تسکین الخواطر" میں ہے۔

نبی علیہ اسلام سے فتویٰ کی طلب

چونکہ حضور سرور عالم ﷺ کی اونچی بارگاہ ہے اور وہاں ہمارے جیسے معمولی آدمیوں کا فتاویٰ کے لئے پہونچنا کیا جبکہ ہمارے اکابر کی بھی عادت ہے کہ معمولی مسائل کیلئے اپنے تلامذہ کی طرف سپرد کر دیتے ہیں حضور سرور عالم ﷺ دنیا سے پردہ پوشی کے بعد عالم دنیا کے جملہ امور متعلق بفتاویٰ اپنے وارثین علماء کے سپرد کر دینے اور اونچے طبقہ کے لوگوں کے لئے اب بھی مفتی خود آپ ہیں چنانچہ ملاحظہ

ہو۔

"عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه " سمعت رسول الله ﷺ يقول والذی نفسی بيده لينزلن عيسی بن مريم ثم لئن قام علی قبری فقال يا محمد لاجيبنة اخرجه ابو يعلی الحاوی للفتاوی ليسوطی " ص۳۶۶ ج۲

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے پھر اگر میرے روضہ کے قریب اگر کوئی سوال کریں گے تو میں انہیں سوال کا جواب دوں گا۔

جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب عیسیٰ علیہ السلام آخری ایام میں امت محمدیہ کی رہبری کے لئے دنیا میں تشریف لائیں گے پھر اگر انہیں کسی مسئلہ میں اشکال ہوگا تو وہ حضور علیہ السلام سے بلاواسطہ حل اشکال کرائیں گے چنانچہ فرمایا فحنیذلا مانع من ان يكون تلقی من رسول الله ﷺ احكام المتعلقة بشريعة المخالفة بشريعة الانجيل لعلمه بانه ينذل فی امة ويحكم فهيم بشريعة فاخذها ہنه بلا واسطه ص۲۸۸ ج۱

ترجمہ: تو اس وقت ان کو مسائل شرعیہ کا حاصل کرنا از رسول ﷺ منع نہ ہوگا جب کہ وہ ان کی انجیل کے خلاف ہونگے کیوں کہ آپ کو معلوم تھا کہ عیسی علیہ السلام آپ کی امت میں آئیں گے تو آپ کی شریعت کے احکام جاری

کریں گے تو وہ مسائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ حاصل کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیئے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "بنیانحن مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا رائینا فقلنا یارسول الله ماهذا لبدوالذی رائنا البدو قلا قدرا یتموه قلنا نعم قال ذاك عیسی بن مریم نسلم علی رواه ابن عدوی فی الکامل واخرج ابن عساکر من طریق آخر عن انس قال کنت اطرف معرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حوال الکبعته اذا رائیة صافح یشالا نراه قلنا یارسولالله رائناك صافحت یشأ ولا"۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علی بنینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل پوچھنا ممکن نہیں جبکہ ان کی انجیل کی مخالف مسائل ہونگے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر مسائل کی تصحیح کریں گے کیوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام عنقریب میری امت میں تشریف لائیں گے۔

(ف)۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ مافی الغد سے بہت سے علوم عطاء کیئے گئے جس کی تحقیق فقیر کی کتاب "نورالهدی فی علوم ماذا تکسب علا"

(ف) اس سے مرزا قادیانی کی تردید بھی ہوئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علی بنینا علیہ الصلوٰۃ السلام کو مردہ تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور ان کی قبر کشمیر میں ہے اور جس عیسیٰ کی آمد کا انتظار ہے وہ عیسیٰ میں ہوں اس کی مستقل تردید فقیر نے دوسرے مقام پر کر دی ہے۔

اور براہ راست فتویٰ پوچھ لینا نہ صرف حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے بہت سے اللہ والے! اس شرف سے باریاب ہوتے ہیں۔
یعنے رسالہ القول الفصیح فی قبر المسیح" ۱۲

(بقیہ حاشیہ) قلنا یا رسول الله رایناك صافحت شیاء ولانراه قال ذاك عیسی بن مریم انتظر ته حتی انتهی طرافه فسلمت علیه "ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمیں کوئی شے نظر آئی ہم نے عرض کی حضور یہ کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دیکھا ہم نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ عیسیٰ علیہ السلام تھے انہوں نے مجھ کو عرض کیا۔ حضرت انس نے کہا ہم کعبہ کا طواف کر رہے تھے آپ نے اچانک کسی کا مصافحہ کیا ہم نے عرض کی آپ نے کس کا مصافحہ کیا آپ نے فرمایا وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تھے وہ طواف میں مشغول تھے۔
چنانچہ سیدنا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

"عن بعض الاولیاء انه حاضر مجلس فقیه فروی ذلك الفقیه حدیثاً فقال له الولی ہذا الحدیث باطل فقال الفقیه ومن این لك هذا فقال هذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف علی راسك یقول الی لم اقل هذا الحدیث وکشف للفقیه فرآه صلی اللہ علیہ وسلم!" بعض اولیاء کرام سے منقول ہے کہ وہ کسی ایک فقیہ کی مجلس میں تشریف لائے تو فقیہ نے کوئی حدیث روایت کی تو ولی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ ولی نے فرمایا دیکھ لو یہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یہ میری حدیث نہیں ہے۔ فقیہ کو

کشف ہوا دیکھا تو حضور ﷺ موجود تھے۔ (فی الحاوی للفتاوی)

جواب ۵

ہم تو اب بھی حضور سرور عالم ﷺ کو اپنا امام سمجھ کر نماز پڑھتے پڑھاتے ہیں بلکہ کوئی شخص حضور ﷺ کو اپنا امام سمجھ کر نماز نہیں پڑھتا' اس کی نماز ہی نہیں اس لیئے ہم پر تو اعتراض وارد نہیں ہوتا بلکہ مصلے پر کھڑے ہو کر نمازیں پڑھانا یہ حضور علیہ السلام کی نیابت سے ہے "کمامر آنفا" اور حضور علیہ السلام کی نیابت میں حضور ﷺ کے صحابہ کرام آپ کی موجودگی میں نمازیں پڑھاتے تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی موجودگی میں نمازیں پڑھائیں ان کو تم دیوبندی کیا سمجھتے ہو' جب حضور علیہ السلام کی موجودگی میں ان کا نماز پڑھانا بے ادبی وگستاخی نہیں تو پھر ہمارے اوپر الزام کیا۔

سوال

اگر آنحضرت ﷺ میت کے پاس قبر میں "ماتقول فی هذا الرجل" سے خام استدلال کی بناء پر حاضر ہوتے ہیں تو بے شمار حدیثیں ایسی موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بے شمار مُردوں کے دنیا چل بسنے کا علم نہ تھا اور آپ نے کئی ایک آدمیوں سے متعلق ان کی خیریت وغیرہ کے بارے میں ان کے احباب سے سوالات بھی کیئے۔ اور کئی ایک قبور کے بارے میں بھی سوال کیا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ مستدرک جلد اول ص ۳۶۷ میں ایک حدیث آئی ہے۔" جس کی امام حاکم اور علامہ ذہبی دونوں تصحیح کرتے ہیں"۔ مضمون اس کا یہ ہے۔ کہ

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو ایک جدید قبر پر نظر پڑی آپ نے فرمایا "قبر من ھذا" یہ کس کی قبر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ ایک حبشی غلام کی قبر ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا' قدرت کے کرشمے دیکھو' خاک گور کس طرح وطن سے کھینچ لائی' اگر آپ قبر میں حاضر ہوتے تو اس سوال کا کیا مطلب؟ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ ایک قبر قریب پر گزرے اور آپ نے دریافت فرمایا "متی دفن ھذا" اس کو کب دفن کیا گیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا رات کو' فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' حضرت ہم نے اس کو رات کے وقت دفن کیا ہے۔ اور ہم نے آپ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی قبر پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۴۵ متفق علیہ) (آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۱۴۰' ص ۱۴۱)

تمہید برائے سوال مذکور

وہابی اینڈ دیوبند کمپنی کا یہ شکوہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق ہمیشہ بدگمانی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی چند ایک مثالیں فقیر نے اپنے رسالہ "غایۃ التحقیق فی الصدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما" میں لکھی ہیں۔ وہابی کا کہنا کہ بے شمار حدیثیں ایسی موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے' کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بے شمار مردوں کے دنیا سے چل بسنے کا بھی علم نہ تھا (معاذ

اللہ) یہ قول ان بدگمانیوں کی فہرست میں شامل ہے۔ ورنہ میرا چیلنج ہے کہ وہ کوئی ایک صحیح مستند اور صریح حدیث پیش کریں یا کم از کم کسی معتبر محقق عالم دین کی عبارت دکھائیں۔ جس میں حضور ﷺ کو اہل قبور کی لاعلمی کی تصریح ہو۔ ویسے تو اپنے نبی ﷺ کیساتھ بدگمانی کے طوفان برپا کرنے میں منافقین سے وہابی دیوبندی پارٹی کچھ پیچھے نہیں، بلکہ ترقی کے دور میں حضور نبی پاک ﷺ کی گستاخیوں اور بے ادبیوں میں اتنا ترقی کر گئے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین و مشرکین عرب اگر اس وقت ہوتے تو انگشت بدنداں ہوتے۔

آغاز جواب

حضور نبی اکرم ﷺ پر کھلا بہتان تراشا گیا ہے کہ آپ کو بعض اہل قبور کا علم نہیں تھا پھر دوسرا صریح بہتان تراشا ہے۔ کہ آپ کی لاعلمی اہل قبور پر بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ حالانکہ ایسی لاعلمی پر ایک حدیث کیا کسی مستند اہل علم کا قول بھی نہیں۔ ہاں بدگمانی پر وہابی دیوبندی خیالات کے مطابق بے شمار احادیث کیا آیات قرآنیہ بھی مل سکیں گی جیسے مرزائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے متعلق بے شمار آیات واحادیث مل گئی ہیں۔ اور جن آیات واحادیث میں حضور ﷺ کا علم ثابت ہوتا ہے۔ اُس سے وہابی دیوبندی آنکھیں بند کر جاتے ہیں یا مرزائیوں کی طرح ان حدیثوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں ورنہ احادیث مندرجہ ذیل حضور نبی اکرم ﷺ کے علم کے متعلق بہ اہل قبور صریح ہیں۔

۱۔ عن ابی رافع ان رسول اللہ ﷺ مر علی قبر فقال اف اف

فقلت یا رسول اللہ بابی انت واُمّی مامعدٔ خیری فمنی افففت قال لاولکنی افففت من صاحب ھذا البقر الذی سئل غنی فشك فی طبرانی ودلائل النبوۃ شرح الصدور ص ۵۴"

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور علیہ السلام ایک قبر سے گذرتے ہوئے اظہار افسوس فرمایا۔ میں نے عرض کی 'فداک ابی وامی آپ کے ساتھ میرے سوا اور کوئی نہیں تو پھر آپ اظہارِ افسوس کیوں فرمارہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اِسی قبر والے کی وجہ سے افسوس کیا ہے۔ کہ اس سے میرے بارے میں سوال ہوا تواُس نے شک کا اظہار کیا ہے۔

(ف) اگرچہ حضور نبی اکرم ﷺ قبر والے کے سامنے تشریف نہیں لاتے ہیں "بقول وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ تصور یہ ذہنی کی بات ہوتی ہے" تو حضور ﷺ کا اُس کے لئے افسوس کرنے کا کیا معنی جبکہ وہ قبر والا حضور ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ اُس کے سامنے۔

۲۔ "وعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینا انا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم فی بقیع الفرقدو انا امشی خلفہ اذقال لاھدیت ولا اھتدیت قلت مالی یاْ رسول اللہ قال لست ایا ك ارید ولکن ارید صاحب ھذا القبر سئل عنی" فذعم انہ لایعرفنی فاذاقبرمرشوش علیہ ماء حین دفن صاحبہ بذاز طبرانی بیھقی شرح الصدور ص ٥٤۔" انہی سے ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ بقیع الفرقد میں

جارہا تھا، آپ آگے تھے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ آپ ﷺ نے اچانک فرمایا۔ افسوس کہ تو ہدایت نہ پا سکا! میں نے عرض کی حضور یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا! تو مراد نہیں ہے۔ بلکہ میں اسی قبر والے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اس سے میرے متعلق سوال ہوا ہے ۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ میں انہیں نہیں جانتا وہ قبر والا تازہ مدفون ہوا تھا

(ف) پہلی حدیث میں مخالفین کو تاویل کی گنجائش تھی،لیکن اس حدیث میں کسی قسم کی گنجائش کا امکان نہیں۔ ہاں ہیر پھیر، چونکہ چنانچہ اور لیکن تو عام بیماری ہے اور اسی سے ہی مخالفین اپنے مذہب کی گاڑی چلا رہے ہیں، غور کیجئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا! کہ اس قبر والے سے میرے متعلق سوال ہوا تو وہ مجھے پہچان نہ سکا اور طرفہ یہ کہ قبر میں بھی تازہ مدفون ہوا۔ چنانچہ ناذا قبر مدشوش الخ کے الفاظ بتاتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ "ولکن الوہابیة لایعقلون"

۳۔ عن ایوب بن بیشر رضی اللہ عنه، عن ابی قال کانت ثائرۃ فی نبی معاویه فذھب رسول اللہ ﷺ یصلح بنیھم فالتفت الی قبر فقال لادریت فقیل لہٗ فقال اِن ھذا یسئل عنی فقال

حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ بنو معاویہ کا جھگڑا مٹانے کے لئے تشریف لے گئے آپ نے ایک قبر کی طرف توجہ فرما کر کہا کہ تو نے کچھ نہ سمجھا عرض کیا گیا یہ کیا؟

لادری البذاز ' اطبرانی ابن السکین شرح الصدور ص ۵۴۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ آپ نے فرمایا! اس قبر والے سے میرے متعلق سوال ہوا۔ تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔

۴۔عن ابن عباس رضی الله عنه ' ان رسول الله ﷺ مر علی قبرین فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احد هما فکان لا لینزه عن البول واما الآخر فکان یمشی بالنمیمة الحدیث بخاری شریف ' مسلم شریف ' مشکواة شریف۔

تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰة والسلام دو قبروں سے گذرے تو فرمایا دونوں عذاب میں ہیں اور فرمایا کہ وہ دونوں بڑے گناہ میں مبتلا نہیں فرمایا !ایک ان میں پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کا ارتکاب کرتا تھا۔

۵۔عن یعلی بن سیابة ان النبی ﷺ اتی علیگ قبر لفیتن صاحبه فقال ان هذا کان یا کل لحوم الناس رواه احمد والا صبحانی شرح ص ۱۷۔

حضور ﷺ ایک قبر پر تشریف لائے۔اور فرمایا! یہ عذاب میں مبتلا ہیں اُسکی وجہ یہ ہے کہ یہ گلہ گو تھا۔

٦۔ عن زید بن ثابت رضی اللّٰه تعالیٰ عنہ قال بنیما النبی ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بخلة له ونحن معه اذا حادث به فکادت تلقیه واذا اقبرستة اوخمسة اوار بعة فقال من یعرف اصحاب هذا القبر فقال رجل انا فقال متی مات هولا قالو اماتوافی الاشراك فقال ان هذا الامة تبتلی فی قبور ها فلولاان لا تدا فنوالدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر اسمع مسلم شریف ص ابن شیبه ص

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہو نجار کے باغ سے گزرے آپ خچر پر سوار تھے تو وہ تھر تھرایا قریب تھا وہ آپ کو گرا دیتا اچانک چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں فرمایا کون انہیں جانتا ہے کسی نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر تم قبر میں نہ دفنائے جاتے تو میں دعا مانگتا تمہیں وہ سنائی دیتا جو میں سن رہا ہوں۔

٧۔ عن جابر قال دخل رسول ﷺ نخلا بنی

حضرت جابر نے فرمایا کہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ ہو نجار کے

النجار فسمع اموات رجال
من بنی النجار ماتوافی
الجاهلیة یعذبون فی قبور
هم فذعا فامر اصحابه ان
یعوذ من عذاب القبر (حمد
بذاز شرح الصدور ص ٦٦

سے گذرے تو آپ نے جاہلیت
میں مرنے والوں کی آواز سنی آپ
نے فرمایا یہ قبر کے عذاب میں
مبتلا ہیں تم قبر کے عذاب سے
پناہ مانگو۔

٨-عن یعلی بن مرة قال
مررت مع النبی ﷺ علی
مقابر نسمعت ضغطة فی
قبر فقلت یا رسول الله
سمعت ضغطة فی قبر قال و
سمعت یا یعلی قلت نعم قال
فانه یعذب فی یسیرمن
الامرقلت وما هو قال کان
یمشی بین الناس بالنمیمة
وکان لاینزه عن البول
رواه البیهقی فی دلائل
النبوة و شرح ص ٦٧

حضرت یعلی فرماتے ہیں کہ
میں گورستان میں رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ جارہا تھا تو میں نے قبر
سے ایک کراہنے کی آواز سنی میں
نے آپ سے عرض کی تو آپ نے
فرمایا تو نے سن لی میں نے کہا ہاں
فرمایا یہ معمولی گناہ کی سزا ہے میں
نے کہا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا یہ
چغلی کھاتا اور پیشاب سے نہیں
بچتا تھا۔

٩. عن انس قال بينما رسول الله ﷺ في نخل لابى طلحة وبلال يمشى وراده فمر بقبر فقال يا بلال هل تسمع ما اسمع صاحب هذا البقر يعذب فسئال عنه فوجده يهودياً رواه احمد شرح ص ٦٧

حضرت انس نے فرمایا کہ ہم ابو طلحہ کے باغ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزر رہے تھے حضرت بلال آپ کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اے بلال تو سن رہا ہے جو میں قبر والے کی آواز سن رہا ہوں کہ اسے عذاب ہو رہا ہے اور یہ یہودی ہے۔

١٠. عن ابى سعيد الخدرى قال كنت مع رسول الله ﷺ و هو يسير على رحلته فنفرت فقلت يا رسول الله ما شان راحلتك نفرت قال انها سمعت صوت رجل يعدب فى قبر فنفرت لذلك رواه الطبرانى فى الاوسطا شرح ص ٤٧

ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ ﷺ سوار تھے تو آپ ﷺ کی سواری ڈر گئی میں نے عرض کی سواری کیوں ڈر رہی ہے؟ آپ نے فرمایا قبر والے کا عذاب سن کر ڈر رہی ہے۔

۱۱) عن ابن عمر قال بنيا انا اسير بخبات بدر اذخرج رجل من حفرة فی عنقه سلسلة فنارانی یا عبدالله اسقنی فلا ادری اعرف اسمی او دعانی بدعایة العرب وخرج رجل من تلك الفرة فی یده سوط فنا دانی یا عبدالله لا تسقه فانه كا فرثم فربه بالسوط حتی عادالی حفرة فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناخبرته فقال اوقدرائیة قلت نعم قال ذالك عدوالله ابوجهل و ذاك عذابه الی یوم القیامة اخر جه ابن ابی الدنیا فی كتاب القبور رواه الطبرانی فیالاوسط والا لكالی فی	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے قریب کہیں جارہا تھا دیکھا کہ ایک گڑھے سے ایک شخص نکلا ہے کہ جس کے گلے میں زنجیر ہے کہتا ہے اے عبداللہ! مجھے پانی پلا یہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے جانتا تھا یا ویسے اہل عرب کی عادت کے مطابق کہہ دیا۔ اس کے بعد دوسرا مرد نکلا وہ کہتا اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلانا اس لیئے کہ وہ کافر ہے پھر اسے ڈنڈا مار کر اسے اسی گڑھے میں لے گیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا تو نے اسے دیکھا ہے میں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابو جہل ہے اور عذاب میں

مسند ابن منده ، شرح الصدور ص ٦٧

مبتلا ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔

١٢ عن النبی ﷺ قال امر بعبد بن عباد الله ان یضرب فی قبره مائة جلدة فلم یزل یسئال الله ویدعره حتی صارت واحدة فامتلأ قبر علیه نارا قلما ارتفع عنه افاق فقال علام تمونی قالو! انك صلیت صلوٰة بعیر طهور ومررت علی مظلوم فلم تنصره اخرجه النجاری وابو الشیخ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندے کو سو کوڑے مارنے کا حکم کیا گیا تھا اس کی قبر آگ سے بھر گئی اس سے کسی نے پوچھا یہ سزا کیوں تو کہا گیا کہ تو نماز باوضو پڑھتا تھا اور مظلوم سے گذرا تو نے اس کی مدد نہ کی۔

(ف) اس قسم کی بے شمار حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں جنہیں حضور ﷺ کے متعلق صریح الفاظ ہیں۔ قبر والوں کے متعلق اس علم اقدس کے لئے بلکہ مذکورہ روایات نہ صرف قبر والوں کو جاننے کی تصریحات ہیں بلکہ آپ کو ان کی سزائیں بھی معلوم ہیں اور ان سزاؤں کے اسباب وبرے عقائد وبرے اعمال کا بھی علم ہے بلکہ آپکی

صوبت پاک کے صدقے اہل قبور کا علم ساتھ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی ہوا۔ اور انہوں نے اہل قبور کے حالات بھی مشاہد فرمائے اور ان کی سزاؤں کو کانوں سے بھی سنا بلکہ جب انوار نبوت کے عکس آپ کی سواری پر پڑے تو سواری پر بھی اہل قبور کے حالات منکشف ہو گئے جیسے کاتب وحی پر انوار نبوت کا عکس پڑا تو وہ بھی وحی کے الفاظ "وتبارك احسن الخالقين" پڑھنے لگا چونکہ وہ ان انوار کا اہل نہیں تھا اس لیئے مرتد ہو گیا۔

مخالفین تو بے شمار احادیث کا دعویٰ کر کے اپنا منہ کالا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو اہل قبور کا علم نہیں تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے ان کے منہ پر یوں سیاہی پھیر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہیں دور واقعہ پیش ہوا قربان کہ انہیں معلوم تھا کہ اہل قبور کو اگرچہ ہم نہیں جانتے لیکن حضور ﷺ خوب جانتے ہیں۔ اسی لئے واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے برجستہ فرمادیا کہ پانی مانگنے والا ابو جہل تھا اور نہ دینے والا فرشتہ تھا' حضرت جلال الملت والدین سیدنا سیوطی رحمتہ اللہ برکاتہ' نے الحاوی للفتاوی میں تصریح فرمائی۔

افسوس تو اسی بات کا ہے کہ ہمارے عوام وہابی دیوبندی کی چالاکیوں او عیاریوں کو معلوم کرنے کے باوجود پھر بھی ان کی باتوں میں بری طرح پھنس جاتے ہیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ یہ فرقہ معزلہ سے بھی بازی لے گیا ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ قبر کے عذاب وثواب کے منکر تھے لیکن نبوت کے لئے تو انہیں ذرہ بھر شک نہ تھا اور یہ بد قسمت ٹولہ ولایت سے گزر کر نبوت پر ہاتھ صاف

کرنے لگے۔

ان شوم بختوں کو کون سمجھائے کہ قبور کے متعلق علوم نبوت سے مخفی رہنے کے کیا معنے؟ جب اسلام میں کشف قبور اہل اللہ کے لئے ماننا اسلامی قواعد و ضوابط میں ہے بلکہ یہ کشف قبور صرف تسلیم کرنے تک محدود نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جسکا انکار صرف ضدی ہٹ دھرم کرے گا یا جاہل احمق ورنہ اسلامی کتب کے علاوہ دیوبندی وہابی لڑیچر میں بھی بے شمار صریحات موجود ہیں چنانچہ دیوبند شریعت کا امام قاسم نانوتوی اپنے رسوائے عالم رسالہ تحذیر الناس ص ۵۶" میں لکھتا ہے۔

نقل۔ حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پھر پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔

اور یہ مکاشفات اور اہل قبور کی حالات کی تصریح اشرف علی تھانوی کی تصریحات تصنیفات اور احمد علی لاہور کی جھوٹی کرامات سے بے شمار حوالہ جات پیش

کر سکتا ہوں لیکن اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں نیز دیوبندیوں پر ایک احسان کی بدولت اپنے نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی سے بچکر آپ کی زیارت سے بہرہ وری حاصل کریں گے یعنی وہ ہے کشف قبور کا عمل جو کہ حاضر ہے۔

کشف قبور کے وظائف

کشف قبور ایک عام عمل ہے۔ جس کے لئے تقویٰ و طہارت اور عقائد کی صحت اور دیگر شرائط کی ضرورت ہے۔ ہاں اذن الٰہی فضل ربی کی ضرورت ضرور ہے۔ چاہے تو وہ کشف قبور کے عمل سے اہلقبور کے پردے ہٹادو چاہے رہنے دو ورنہ کشف قبور عام اور معمولی سے معمولی ہے۔ عوام کو بھی نصیب ہو جاتا ہے' درج ذیل ایک عمل کو آزمایئے۔

عمل کشف قبور

پہلے قبر پر جا کر اس طرح سلام السلام علیکم یا اھل القبور ورحمتہ اللہ وبرکاتہ انا انشاء اللہ بکم لاحقون کہے پھر سرہانے قبر کے مودب بیٹھ کر انگشت شہادت قبر پر رکھے اور آنکھیں بند کر کے اکیس مرتبہ یاروح یاروح اور اکیس باریاروح الارواح یا روح الارواح کہے بعد کو سلام " تو الاً من رب رحیم ط " بے تعداد کہتا رہے جب تک مقصد حاصل نہ اور حصول مراد کی علامت یہ ہے کہ اہل قبر بالمشاہدہ سامنے آئے اور حکم کرے۔

عقلی دلائل

۱۔ ہر قبر میں حضور ﷺ کی زیارت کا مسئلہ از قبل ممکنات ہے۔ وہ منکرین اور شیطان کے لئے بھی نہ مانا جائے اور ہر وہ کمال جو ممکن ہو اور دیگر مخلوق کو حاصل ہو وہ حضور سرور عالم ﷺ کے لئے اولیٰ ہے بلکہ ہر کمال جو کسی کو نصیب ہوتا ہے وہ حضور ﷺ کے صدقے اور ان کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔

۲۔ جب ایک عام روح جسد عنصری کے پنجرہ میں چھپ کر بھی بحالت خواب عالم دنیا میں جہاں تک اس کی رسائی ہوتی ہے وہاں کے حالات کا مشاہدہ کرتی ہے جسے سچی خواب کہا جاتا ہے حضور ﷺ تو ابو الارواح ہیں انکے لئے اشکال کیا۔

۳۔ روح مرنے کے بعد علیین یا سجین میں ہوتے ہوئے بھی قبر والے کے حالات سے بے خبر نہیں، باوجود یہ کہ یہاں سے وہ روح اپنے جسم سے بہت دور ہے چنانچہ از روئے تحقیق جدید ہمارے گرد کے فضائے محیط میں بہت سے ستارے ہم سے اتنا دور ہیں کے انکی روشنی زمین تک کئی کروڑ برس میں پہونچتی ہے اور ایک ستارہ ایسا بھی دریافت ہوا ہے جسکا فاصلہ مہاسنگ میل دور ہے جس سے متاثر ہو کر یورپ کے بعض فلاسفروں نے لکھا کہ کائنات کا حجم بالا محدودیت انسان کے لئے اتنا زیادہ اہم نہیں بلکہ جس سے انسان زیادہ ششدر و حیران رہ جاتا ہے وہ کائنات کی مکمل باضابطگی ہے کہ کوئی گڑبڑ نہیں، کوئی چیز خلاف توقع نہیں ہے جب آسمان دنیا کے نیچے ہی نظام شمسی میں اتنی بڑی محیر العقول وسعت و پہنائی ہے جس نے دنیا والوں کی عقلوں کو حیران کر دیا ہے تو پھر ساتویں آسمان تک کتنا فاصلہ ہو گا اور

اس کے اوپر کا علاقہ جنت ہے جسکی چھت عرش ہے اس کا فاصلہ ہماری زمین اور مردہ کی قبر سے کس قدر ہونی چاہیے ظاہر ہے نیز یادرہے کہ روشنی کی رفتار بقاعدہ سائنس "ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سیکنڈ ہے" اسی رفتار سے روشنی ایک سال میں جو فاصلہ طے کرتی ہے اسے نوری سال کہتے ہیں اور اسی سال کے حساب سے ستاروں و سیاروں کے فاصلے متعین کیے جاتے ہیں۔

اب اندازہ لگائیے کہ اتنادور مسافت سے عام روح جسم کے معاملات اور اس کے حالات سے واقف ہے تو پھر سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس کا کیا کہنا لیکن یہ اسے سمجھ آیگا جو حضور ﷺ کے کمالات کا قائل ہے جو سرے سے قسم کھا چکا ہو' (جیسے دیوبندیوں وہابیوں نے قسم کھائی ہے) کہ اپنے نبی علیہ السلام کا کوئی کمال نہیں ماننا پھر اس کا کیا علاج ؟

عقیدہ حضرت مجدد الف ثانی:۔ سلطان جہانگیر نےسیدنا امام ربانحضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے عرض کیا کہ رسول اکرم ﷺ ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچتی ہو گی اور رسول اللہ ﷺ تو ایک ذات ہیں تو حضور ہر مرنے والے کی قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں اس کی وضاحت فرمایئے سیدنا امام ربانی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے بادشاہ! دہلی والوں کو کہو کہ وہ میری دعوت کریں لیکن دعوت ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہو اس فرمائش پر جہانگیر نے اپنے بہت سارے احباب کو امام ربانی کی دعوت کے متعلق کہہ دیا اور اسی دن خود بھی جہانگیر

ہے کہ حضور امام ربانی کی دعوت کی وقت مقررہ پر سیدنا امام ربانی نے بادشاہ کے ہاں دعوت کھائی رات اسی کے ہاں قیام فرما رہے۔

صبح بادشاہ نے ان دعوت دینے والوں کو بلا کر پوچھا تو سب نے فرداً فرداً اقرار کیا کہ امام ربانی نے کل رات کا کھانا ہمارے گھر کھایا تھا یہ سنکر باشاہ حیران ہوا۔ سیدنا امام ربانی نے فرمایا اے بادشاہ میں تو سید دو عالم ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں اور جب میں سب کے گھر بیک وقت موجود ہو کر کھانا کھا سکتا ہوں تو رسول اکرم ﷺ کیوں ہر قبر میں جلوہ فرما نہیں ہو سکتے۔ اور غوثوں کے غوث محبوب سبحانی قطب ربانی کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بیک وقت کئی مریدوں کے ہاں پہنچے اور کھانا کھایا (فیوضیان المجددیہ ص ۳۱۱)

تمت بالخیر